Regd No. L 5254

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

رجسٹرڈ نمبر ایل ۵۲۵

اِنَّ الفَضْلَ بِیَدِ اللہِ یُؤتِیہِ مَنْ یَشَاءُ ۔ عَسٰی اَنْ یَّبْعَثَکَ رَبُّکَ مَقَامًا مَّحْمُودًا

تار کا پتہ۔ الفضل لاہور

ٹیلیفون نمبر ۲۹۷۹

الفضل

روزنامہ

لاہور

خطبہ نمبر ۳۹

شرح چندہ
سالانہ ۲۴ روپے
ششماہی ۱۳ ء
سہ ماہی ۷ ء
ماہوار ۲½ ء

یوم پنجشنبہ

۱۵ ربیع الاوّل ۱۳۷۲ھ

جلد ۴۰/۴۱ | ۴ فتح ۱۳۳۱ ہش | ۴ دسمبر ۱۹۵۲ء | نمبر ۲۸۱

ملفوظات حضرت مسیح موعود علیہ السلام

محامد خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وسلم

بینم انوارِ خدا در روئے تو اے دلبرم
مستِ عشقِ روئے تو بینم دلِ ہر ہوشیار
اہلِ دل فہمند قدرت عارفاں دانند حال
از دو چشمِ شپراں پنہاں خود نصف النہار

ترجمہ: اے میرے پیارے میں آپ کے منہ میں خدا تعالیٰ کے انوار دیکھ رہا ہوں۔ ہر ہوشیار کا دل میں آپ کے عشق میں مست دیکھ رہا ہوں۔ آپ کا مرتبہ اور آپ کا حال اہلِ دل اور عارف ہی جانتے ہیں۔ چمگادڑوں کو دوپہر کا سورج نظر نہیں آتا۔ (آئینہ کمالات اسلام)

جماعت احمدیہ کنری (سندھ) کے زیر اہتمام سیرۃ النبی صلی اللہ علیہ وسلم کا جلسہ

کنری ۳ دسمبر۔ جناب محمد عاشق صاحب سیکرٹری جماعت احمدیہ کنری بذریعہ تار مطلع فرماتے ہیں کہ کل یہاں "عید میلاد النبیؐ" کی تقریب سعید کے موقعہ پر جماعت احمدیہ کنری کے زیر اہتمام سیرۃ النبی صلے اللہ علیہ وسلم کا جلسہ منعقد ہوا۔ جس میں فضل الرحمٰن صاحب غلام مرتضیٰ صاحب اور ڈاکٹر حمد الدین صاحب نے نبی اکرم صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کی حیات طیبہ کے مختلف پہلوؤں پر تفصیل سے روشنی ڈالی۔

پریس اور عوام کو بنیادی اصولوں کی رپورٹ پر رائے زنی کا موقع دیا جائے گا

رپورٹ پیش ہونے کے بعد مجلس دستور ساز کا اجلاس دو ہفتہ کے لئے ملتوی ہو جائے گا

پشاور ۳ دسمبر۔ وزیر اطلاعات و نشریات ڈاکٹر اشتیاق حسین قریشی نے آج یہاں تیسرے پہر اعلان کیا کہ جب اس ماہ کی ۲۲ تاریخ کو مجلس دستور ساز میں بنیادی اصولوں کی کمیٹی کی رپورٹ پیش ہو گی تو اس کے بعد مجلس کا اجلاس دو ہفتہ کے لئے ملتوی ہو جائے گا تاکہ عوام اس عرصہ میں رپورٹ کا مطالعہ کر سکیں۔ اس طرح پریس کو بھی رپورٹ کے متعلق رائے ظاہر کرنے کیلئے کافی وقت مل جائے گا۔ رپورٹ جونہی مجلس دستور ساز میں پیش کی جائے گی اسی وقت اشاعت کے لئے اخباروں کو بھی دی جائے گی۔ ڈاکٹر قریشی نے مزید بتایا کہ جب مجلس دستور ساز رپورٹ منظور کر لے گی اور اس کی بنیاد پر نئے آئین کا مسودہ تیار ہو جائے گا تو ایک ایک دفعہ پر بحث کرنے پر زیادہ وقت نہیں لگے گا۔

قاہرہ ۳ دسمبر۔ مصر کے وزیر اعظم جنرل نجیب نے مسلمانوں سے اپیل کی ہے کہ وہ دنیا پر یہ واضح کرنے میں ان کی مدد کریں کہ اسلام ظلم اور تعصب نہیں سکھاتا بلکہ اس نے ہمدردی اور رواداری کی تعلیم دی ہے۔

سلامتی کونسل میں مسئلہ کشمیر پر جمعہ کے روز بحث ہو گی

نیو یارک ۳ دسمبر۔ اقوام متحدہ کے سیکرٹری جنرل کی طرف سے اعلان کیا گیا ہے کہ مسئلہ کشمیر پر پھر بحث شروع کرنے کے لئے سلامتی کونسل کا اجلاس جمعہ کے دن ہو گا۔ اس سے پہلے اعلان ہوا تھا کہ سلامتی کونسل کشمیر کے مسئلہ پر آج رات غور کر رہی ہے۔

پاکستان مسلم لیگ کے سیکرٹری چودھری صلاح الدین نے کوئٹہ میں یہ خیال ظاہر کیا ہے کہ امریکہ اور برطانیہ نے کشمیر کے متعلق سلامتی کونسل میں جو قرارداد پیش کی ہوئی ہے اس سے تعطل دور ہونے کا امکان نہیں ہے۔ انہوں نے کہا ہے کہ اقوام متحدہ پر امریکہ چھایا ہوا ہے جو ہر معاملے میں اپنے ہی مفاد کو مقدم رکھتا ہے۔

پاکستان نے تجربہ کے طور پر آسٹریلیا کا دس ہزار ٹن کوئلہ خرید لیا

سڈنی ۳ دسمبر۔ آسٹریلیا میں پاکستان کے ہائی کمشنر مسٹر یوسف ہارون نے اعلان کیا ہے کہ پاکستان نے تجربہ کے طور پر آسٹریلیا سے دس ہزار ٹن کوئلہ خرید لیا ہے۔ انہوں نے توقع ظاہر کی ہے کہ کم سے کم قیمت پر اور بڑی مقدار میں کوئلہ پاکستان بھیجا جائے گا۔

دولت مشترکہ کے وزراء اعظم آج برطانوی کابینہ کے اجلاس میں شرکت کریں گے

لندن ۳ دسمبر۔ دولت مشترکہ کے وزراء اعظم کی کانفرنس میں شرکت کرنے کی غرض سے مختلف ممالک کے جو نمائندے لندن آئے ہوئے ہیں وہ کل برطانوی کابینہ کے اجلاس میں شرکت کریں گے۔ اس اجلاس میں جو برطانوی وزیر اعظم مسٹر چرچل کی زیر صدارت منعقد ہو گا۔ خارجی امور پر بحث کی جائے گی اور غالباً برطانوی وزیر خارجہ مسٹر ایڈن عالمی مسائل کے بارے میں برطانوی پالیسی کی وضاحت کریں گے۔ کل وزیر اعظم خواجہ ناظم الدین نے ایک استقبالیہ دعوت میں شرکت کی۔ جس کا اہتمام عید میلاد النبیؐ (کے) موقعہ پر پاکستانی ہائی کمشنر متعین انگلستان نے کیا تھا۔ الحاج خواجہ ناظم الدین کل وہ سکول بھی دیکھنے گئے جہاں ۱۹۱۳ء میں کیمبرج میں داخل ہونے سے پہلے آپ نے تعلیم حاصل کی تھی۔ وہاں آپ کا استقبال کرنے والوں میں آپ کے ایک استاد بھی شامل تھے کل آپ دیگر مندوبین کے ہمراہ بکنگھم میں ملکہ الزبتھ دوم کی ایک ڈنر پارٹی میں شریک ہو رہے ہیں۔

پنجاب مسلم لیگ اسمبلی پارٹی کا اجلاس

لاہور ۳ دسمبر۔ آج یہاں پنجاب مسلم لیگ اسمبلی پارٹی کا جلسہ وزیر اعلیٰ میاں ممتاز محمد خاں دولتانہ کی صدارت میں منعقد ہوا۔ اسمبلی کے آئندہ اجلاس میں جو سرکاری اور غیر سرکاری بل پیش ہونے والے ہیں جلسہ میں ان پر غور کیا گیا۔ آج کے اجلاس میں پارٹی کے ۹۰ ممبران نے شرکت کی۔ اجلاس کل پھر ہو گا۔

جنرل اسمبلی کے مکمل اجلاس میں ہندوستانی قرارداد پر غور و خوض

نیو یارک ۳ دسمبر۔ کوریا کے متعلق ہندوستانی قرارداد پر غور کرنے کے لئے آج جنرل اسمبلی کا اجلاس ہو رہا ہے۔ جب یہ قرارداد منظور ہو جائے گی تو جنرل اسمبلی کے صدر اس قرارداد کی نقل چین کی عوامی حکومت اور شمالی کوریا کو اس سفارش کے ساتھ بھیجیں گے کہ اس قرارداد کو مزید بات چیت کے لئے بنیاد تسلیم کر لیا جائے برطانیہ کے وزیر خارجہ نے کہا ہے کہ اس بارے میں چین کی عوامی حکومت نے جو رویہ اختیار کیا ہے اسے حوصلہ افزا قرار نہیں دیا جا سکتا۔ ادھر اقوام متحدہ کے افسروں نے امید ظاہر کی ہے کہ کمیونسٹ اسے فوری طور پر رد نہیں کریں گے۔

گیارہ کمیونسٹ لیڈروں کو گولی مار دی گئی

پراگ ۳ دسمبر۔ پراگ ریڈیو نے اعلان کیا ہے کہ جن گیارہ کمیونسٹ لیڈروں کو غداری کی وجہ سے موت کی سزا دی گئی تھی آج صبح انہیں گولی مار دی گئی۔ ان میں ایک سابق نائب وزیر اعظم اور ایک سابق وزیر خارجہ بھی شامل تھے۔ ان کے وکیلوں نے سزائے موت کے خلاف اپیل نہ کرنے کا فیصلہ کیا تھا۔

کشتیوں میں ہسپتال کھولنے کی تجویز

ڈھاکہ ۳ دسمبر۔ مشرقی بنگال کی حکومت دور دراز علاقوں میں طبی امداد پہنچانے کیلئے کشتیوں میں ہسپتال کھولنے کی تجویز پر غور کر رہی ہے۔ اس غرض کیلئے تین سو کشتیاں خریدی جائیں گی۔ ان میں سے ۹۰ دو منزلہ ہاؤس بوٹ ہوں گی۔

پنجاب اسمبلی میں چرس اور افیون کے استعمال پر پابندی کا بل پیش کیا جائیگا

خلاف ورزی کرنیوالوں کو دو سال قید یا جرمانہ کی سزا دی جائیگی

لاہور ۳ دسمبر۔ پنجاب امتناع چرس بل بابت ۱۹۵۲ء نافذ ہو نے پر توقع ہے کہ چرس اور افیون وغیرہ نشہ کے طور پر استعمال کرنے کی تباہ کن عادت پنجاب سے کلی طور پر مٹ جائے گی۔ یہ بل پنجاب اسمبلی کے آئندہ اجلاس کے ایجنڈے میں شامل ہے۔ اس بل میں افیون تیار کرنے اور اپنے قبضہ میں رکھنے پر مکمل پابندی عائد کر دی گئی ہے۔ جو آلات یا ظروف افیون بنانے کے لئے استعمال ہوتے ہیں یا ہو سکتے ہیں یا کونڈی ڈنڈا وغیرہ جو چرس پینے کیلئے استعمال ہو سکتی ہو اسے بھی غیر قانونی قرار دیدیا گیا ہے۔ اس کی خلاف ورزی پر دو سال تک قید یا دو ہزار روپے جرمانہ یا دونوں کی سزا دی جا سکے گی۔ چرس خانے کے مالکوں کو بھی قابل سزا سمجھا جائے گا۔

ایڈیٹر: روشن دین تنویر بی اے۔ ایل ایل بی

مسعود احمد پرنٹر و پبلشر نے پاکستان پرنٹنگ ورکس میں طبع کرا کر ۳ میکلیگن روڈ لاہور سے شائع کیا

خطبہ نمبر ۳۹

خطبہ جمعہ

تحریک جدید ایک دن کی نہیں دو دن کی نہیں بلکہ ہر مومن کیلئے ہمیشہ جاری رہنے والی تحریک ہے

جو شخص تنظیم اور تبلیغ کے جہاد میں کام آتا ہے اس کا مقام بہت بلند ہے ——— تحریک جدید کے دفتر اول کے انیسویں اور دفتر دوم کے نویں سال کا آغاز

از حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالیٰ

فرمودہ ۲۸ نومبر ۱۹۵۲ء بمقام ربوہ

خطبہ نویس۔ مولوی سلطان احمد صاحب پیرکوٹی

سورۃ فاتحہ کی تلاوت کے بعد فرمایا:۔

اس وقت سوا بارہ بجے ہیں جس کے یہ معنے ہیں کہ پرانے وقت کے لحاظ سے ایک بج چکا ہے۔ ساڑھے بارہ بجے جو پرانے ڈیڑھ بجے ہوتے تھے زوال کا وقت ہوتا تھا۔ گویا ساڑھے بارہ بجے سے

نماز کا وقت

شروع ہوتا تھا۔ جمعہ کے لئے شریعت نے کوئی وقت اس لئے مقرر نہیں کیا کہ نماز جمعہ سے قبل خطبہ ہوتا ہے۔ اس خطبہ کے بعد نماز جمعہ صحیح وقت پر پڑھی جانی چاہیئے۔ شریعت نے اس بات کی اجازت دی ہے کہ جمعہ کو زوال سے بھی پہلے شروع کر دیا جائے تا نماز سے پہلے خطبہ بھی دیا جا سکے۔ اور پھر نماز بھی صحیح وقت پر پڑھی جائے لیکن زوال کے بعد تو نماز کا وقت شروع ہو جاتا ہے۔ لیکن باوجود اس کے کہ اب سوا بارہ بجے ہیں جس کے معنے یہ ہیں کہ پرانے وقت کے لحاظ سے ایک سوا بج چکا ہے۔ ابھی تک

نصف کے قریب

بھی لوگ نماز پڑھنے نہیں آئے۔ جس کے یہ معنے ہیں کہ نہ صرف حکومت نے گھڑیوں کو ایک گھنٹہ پیچھے کر دیا ہے۔ بلکہ تم نے بھی شریعت کے مقرر کردہ وقت کو ایک گھنٹہ پیچھے کر دیا ہے۔ جماعت کے اس فعل کے یہ معنے ہیں کہ جمعہ ایک بجے یعنی پرانے وقت کے مطابق ۲ بجے شروع کرنا چاہیئے۔ اور ختم اڑھائی بجے یا اس کے بعد ہونا چاہیئے۔ یعنی پرانے وقت کے مطابق ساڑھے تین بجے۔ کیونکہ نماز سے قبل خطبہ بھی ہوتا ہے اور اس وقت نماز عصر کا وقت شروع ہو جاتا ہے۔ بعض دفعہ ظاہری چیز کے تغیر کے ساتھ باطن میں بھی تغیر ہو جاتا ہے لیکن

شریعت میں تغیر

نہیں ہوتا۔ اس میں کوئی شبہ نہیں کہ حکومت نے کسی جغرافیائی وجہ سے یا کسی اور مصلحت کی بنا پر گھڑیوں کو ایک گھنٹہ پیچھے کر دیا ہے۔ لیکن نماز تو اسی وقت پڑھی جائے گی۔ جس وقت وہ پہلے پڑھی جاتی تھی۔ اس میں تو کوئی تبدیلی نہیں ہوگی۔ اگر اب بھی جمعہ پہلے کی طرح ایک بجے ہی ہوگا۔ تو چونکہ نماز سے قبل خطبہ بھی ہوتا ہے۔ اور پھر نماز بھی ادا کرنا ہوتی ہے۔ اس لئے دو اڑھائی بجے تک وقت چلا جائے گا۔ گویا نماز

پرانے وقت کے مطابق

تین ساڑھے تین بجے ختم ہوگی۔ سورج تو اسی وقت چڑھتا ہے جس وقت وہ پہلے چڑھا کرتا تھا۔ تو پھر وجہ کیا ہے کہ ہم غافل ہو گئے ہیں۔ اگر سورج بھی ایک گھنٹہ پیچھے چڑھتا۔ تو پھر تو تم کہہ سکتے تھے کہ پہلے سورج ایک گھنٹہ پہلے چڑھتا تھا اب وہ ایک گھنٹہ بعد چڑھتا ہے۔ اس لئے آج دیر سے آئے ہیں۔ لیکن سورج تو اسی وقت چڑھتا ہے اور آج بھی اسی وقت چڑھا ہے۔ اور بارہ بجے تک تمہیں اتنا وقت مل گیا تھا۔ جتنا وقت تمہیں سٹینڈرڈ ٹائم بدلنے سے قبل ایک بجے تک مل جایا کرتا تھا۔ کیونکہ آج کل کے بارہ بجے پرانے سٹینڈرڈ ٹائم کے لحاظ سے ایک بجے کا وقت ہوتا ہے

اس کے بعد میں آج کا خطبہ شروع کرتا ہوں جو تحریک جدید کے انیسویں سال کے متعلق ہے۔ تحریک جدید ۱۹۳۴ء میں شروع ہوئی۔ ۱۹۳۴ء کے نومبر میں اس کا اعلان ہوا۔ اور اب ۱۹۵۲ء کا نومبر ہے۔ گویا عددوں کے لحاظ سے

۱۸ سال ختم ہو گئے

ہیں اور انیسواں سال شروع ہو گیا ہے۔ اور ادائیگی کے لحاظ سے اگلے سال نومبر تک انیسواں سال ختم ہو جائے گا۔ تحریک جدید کی بنیاد درحقیقت انہی اصول پر ہے۔ جن پر اسلام کی بنیاد رکھی گئی ہے۔ اسلام کی بنیاد بھی اس بات پر رکھی گئی تھی۔ کہ خدا تعالیٰ کے کلام کی تشہیر اور ترویج کی جائے۔ اللہ تعالیٰ نے ہمیں جو پیغام دیا ہے۔ ہمارا فرض ہے کہ ہم اس پیغام کو ساری دنیا تک پہنچائیں۔ اگر ہم اس پیغام کو ساری دنیا تک پہنچاتے ہیں۔ تو دنیا اس پیغام سے غافل نہیں ہوگی۔ اور لوگوں کو ایمان لانے کا موقعہ مل جائے گا۔ اگر کسی شخص کو

خدا تعالیٰ کا پیغام

پہنچ جاتا ہے۔ اور وہ ایمان نہیں لاتا۔ تو ہماری ذمہ داری ختم ہو جاتی ہے۔ اور اس کی ذمہ داری شروع ہو جاتی ہے۔ اور اگر اس تک خدا تعالیٰ کا پیغام نہیں پہنچتا۔ تو ہماری ذمہ داری رہ جاتی ہے۔ اور اس کی ذمہ داری شروع نہیں ہوتی اور وہ ملزم قرار نہیں پاتا۔ وہ اس شخص پر گرفت کرتا ہے جس پر حجت پوری ہو جاتی ہے۔ اگر ہم اس تک خدا تعالیٰ کے پیغام کو پہنچائیں گے۔ تو حجت بھی پوری ہوگی۔ اور اگر ہم اس تک خدا تعالیٰ کا پیغام نہیں پہنچاتے۔ تو اس پر حجت پوری نہیں ہو سکتی۔ پس تحریک جدید کی بنیاد ہی اس بات پر ہے کہ

اسلام کے نام کو روشن کیا جائے

اور قرآن کریم کے پیغام کو دنیا تک پہنچایا جائے۔ اسی غرض کو پورا کرنے کے لئے تحریک جدید کے ماتحت بیرونی دنیا میں مبلغ بھجوائے گئے۔ تحریک جدید کے جاری ہونے سے قبل صرف چند ممالک میں ہمارے مبلغ تھے۔ ایک مبلغ امریکہ میں تھا۔ ایک مبلغ انگلینڈ میں تھا۔ ایک شام میں تھا۔ افریقہ اور انڈونیشیا میں بھی ہمارے مبلغ تھے۔ لیکن تحریک جدید کے جاری ہونے کے بعد انڈونیشیا کے مبلغ کئی گنا زیادہ ہو گئے۔ امریکہ کے مبلغ چار گنا زیادہ بڑھ گئے۔ ہالینڈ۔ جرمنی، سپین، سوئٹزرلینڈ اور ایک عرصہ تک فرانس میں نئے مشن کھولے گئے۔ اور اب خدا تعالیٰ کے فضل سے وہاں جماعتیں قائم ہیں۔ اور دین سیکھنے کے لئے بعض طالب علم بھی یہاں آئے ہیں چنانچہ

جرمنی کے ایک نوجوان

عبدالشکور کنزے اس وقت یہاں دین کی تعلیم حاصل کر رہے ہیں۔ تا بعد میں وہ اپنے ملک میں اسلام اور احمدیت کی تبلیغ کر سکیں۔ امریکہ سے بھی اس تحریک کے سلسلہ میں ایک نوجوان یہاں پہنچے ہیں۔ اور وہ بھی دین کی تعلیم حاصل کر رہے ہیں۔ ایک اور نوجوان کے متعلق بھی اطلاع آئی ہے۔ کہ وہ دین کی تعلیم حاصل کرنے کے لئے ربوہ آ رہے ہیں۔ اور وہ غالباً جلسہ سالانہ تک یہاں پہنچ جائیں گے۔ اسی طرح جرمنی سے بھی اطلاع آئی ہے۔ کہ ایک اور نوجوان

دین کی تعلیم حاصل کرنے کے لئے

ربوہ آ رہے ہیں۔ اس سے قبل غیر ممالک کے طالب علم مرکز سلسلہ میں نہیں آئے تھے۔ لیکن تحریک جدید کے جاری ہونے کے بعد باہر سے بھی طلباء آنے شروع ہو گئے اور اب ۲۰ کے قریب غیر ملکی طالب علم ربوہ میں موجود ہیں۔ چین کے طالب علم بھی ہیں۔ انڈونیشیا کے طالب علم بھی ہیں۔ برما کے طالب علم بھی ہیں۔ سیلون کے طالب علم بھی ہیں۔ سوڈان کے طالب علم بھی ہیں۔ ایسے سینیا کے طالب علم بھی ہیں۔ شام کے طالب علم بھی ہیں۔ جرمنی اور امریکہ کے طالب علم بھی ہیں۔ انگلینڈ کے طالب علم بھی ہیں۔ ملایا، لیبیا کے طالب علم بھی ہیں۔ اور ابھی مزید طلباء کے آنے کی اطلاع موصول ہوئی ہے۔ آج بھی ایسے سینیا سے ایک نوجوان کا خط آیا ہے۔ کہ وہ تعلیم دین کے حصول کی خاطر ربوہ آنا چاہتے ہیں۔ اسی طرح سمالی لینڈ سے بھی اطلاع آئی ہے کہ وہاں سے بھی بعض اور طالب علم یہاں آ رہے ہیں گویا اس

تحریک کے نتائج

اس رنگ میں ظاہر ہوتے ہیں کہ بیرونی ممالک کے طلباء جن میں سے بعض واقف زندگی ہیں۔ اور بعض واقف زندگی نہیں یہاں تعلیم حاصل کرنے کے لئے آئے ہیں۔ بے شک بعض نوجوان واقف زندگی نہیں۔ وہ اپنے طور پر تعلیم حاصل کر رہے ہیں لیکن اگر وہ اخلاص سے دنیوی کاروبار کے ساتھ ساتھ اشاعت اسلام بھی کرتے رہیں۔ تو یہ بھی

اسلام کی ایک بھاری خدمت

ہوگی۔ بہرحال اس میں کوئی شبہ نہیں کہ باہر سے آنے والے سارے نوجوان واقف زندگی نہیں۔ کچھ واقف زندگی ہیں اور کچھ نہیں۔ لیکن جو واقف زندگی نہیں وہ بھی ایسے ممالک سے آئے ہیں۔ جن تک تحریک جدید سے قبل احمدیت کی تعلیم نہیں پہنچی تھی۔ جب یہ نوجوان تعلیم حاصل کرنے کے بعد اپنے ملکوں میں پہنچیں گے تو اسلام کی اشاعت کے نئے ذرائع نکل آئیں گے غرض تحریک جدید سے پہلے تین چار مبلغ بیرونی ممالک میں تبلیغ کر رہے تھے۔ لیکن تحریک جدید کے اجراء کے بعد میرے خیال میں یہ مبلغ [illegible] کے قریب ہو گئے ہیں۔ گویا دس گنے زیادتی ہوئی ہے۔ اور ابھی تو ابتداء ہے۔ صاف بات ہے کہ جب مبلغ پیدا نہیں ہوں گے

اسلام کو ساری دنیا میں نہیں پھیلایا جا سکتا۔ میں ان کی موجودہ زیادتی کو نہیں دیکھتا۔ بلکہ آئندہ کا نقشہ دیکھ رہا ہوں اس وقت تحریک جدید کا ایک کالج قائم ہے۔ اس میں سے آٹھ دس مبلغ سالانہ نکلتے ہیں۔ جن میں نصف تو صدر انجمن احمدیہ لے لیتی ہے اور نصف تحریک جدید لے لیتی ہے۔ اگر تحریک جدید اور صدر انجمن احمدیہ کو ملنے والے مبلغین کی تعداد پانچ پانچ بھی ہو۔ تو اس کے معنے یہ ہیں کہ پچھلے انیس سال میں دس گنا مبلغ ہوئے ہیں۔ اور اگلے ۱۹ سال میں ان کی تعداد تیس گنے ہو جائے گی۔ یعنی جو مبلغ ابتداء میں تھے۔ ان سے موجودہ مبلغین کی تعداد اس وقت تک تیس ۳۰ گنے زیادہ ہو جائے گی۔ کون کہہ سکتا ہے۔ کہ جماعت آئندہ ترقی نہیں کرے گی اگر جماعت اخلاص اور ارادے میں بڑھ جائے۔ تو جامعۃ المبشرین کے فارغ ہونیوالے طلباء کی تعداد آٹھ دس نہیں رہے گی۔ بلکہ ان کی تعداد پندرہ بیس تک یا چالیس پچاس تک بڑھ جائے گی اور اس صورت میں آئندہ ۱۹ سال کے بعد مبلغین تحریک جدید سے پہلے کے مبلغین سے تیس گنے زیادہ نہیں ہو جائیں گے۔ بلکہ پچاس گنے یا سو گنے سے زیادہ ہو جائیں گے۔ غرض تحریک جدید کے اجراء کے بعد نہ صرف

کئی ممالک میں نئے مشن

قائم ہو گئے ہیں۔ بلکہ زائد بات یہ ہوئی ہے۔ کہ براہ راست ان ممالک سے بعض طالب علم یہاں آئے ہیں۔ اور وہ تعلیم حاصل کر رہے ہیں۔ اپنی تعلیم سے فارغ ہونے کے بعد وہ اپنے اپنے ملک میں جا کر اسلام کی اشاعت کریں گے۔ رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ مدینہ ایک بھٹی کی طرح ہے۔ جس طرح بھٹی میل کچیل کو دور کر دیتی ہے اسی طرح جس شخص میں روحانی لحاظ سے میل کچیل ہوتی ہے۔ یعنی جو شخص مخلص نہیں ہوتا وہ یہاں آ کر اسلام سے اور بھی دور ہو جاتا ہے۔ اسی طرح ربوہ بھی ایک بھٹی ہے۔ بعض آنیوالے اپنی شامت اعمال کی وجہ سے ٹھوکر بھی کھائیں گے مگر جو لوگ یہاں آ کر نیک نیتی سے اور اخلاص سے تعلیم حاصل کریں گے وہ دین کی خدمت کریں گے۔ اگر وہ اپنا دنیوی کاروبار بھی کریں گے۔ تو وہ بھی وہ اس کے ساتھ ساتھ اشاعت اسلام میں مدد دیں گے۔ مثلاً سماٹرا سے ایک نوجوان یہاں آئے تھے۔ اگرچہ انہوں نے وقف نہیں کیا تھا اور واپس جا کر انہوں نے ایک پرائیویٹ ملازمت اختیار کر لی۔ لیکن وہ نہایت مخلص ثابت ہوئے ہیں۔ میں سمجھتا ہوں کہ ہندوستان اور پاکستان کے لوگ بھی وصیت کی اتنی پابندی نہیں کرتے۔ جتنی وہ نوجوان پابندی کرتے ہیں۔ وہ باپ دادوں سے احمدی ہوئے ہیں۔ ان کی اولاد میں بھی جوش ہے۔ میرے پاس ان کے بچوں کے بھی خطوط آتے رہتے ہیں۔ پس بعض لوگ اگرچہ واقف زندگی نہیں۔ وہ اپنا کاروبار کرتے ہیں۔ لیکن تاہم وہ

اشاعت اسلام

میں سلسلہ کی مدد کرتے رہتے ہیں۔ ان میں سے ایک ڈاکٹر نذیر احمد صاحب ہیں۔ وہ اس وقت سمالی لینڈ میں ہیں۔ وہ ملازم ہیں۔ لیکن میں نہیں کہہ سکتا کہ وہ کسی واقف زندگی سے کم ہیں۔ ان کے ذریعہ سے وہاں جماعتیں قائم ہو رہی ہیں اور اس رنگ میں قائم ہو رہی ہیں۔ کہ یوں معلوم ہو گیا ہے کہ ان کے اخلاص کی وجہ سے آسمان بھی ان کی تائید کر رہا ہے۔ مجھے وہاں سے اکثر خطوط آتے ہیں۔ جن میں یہ لکھا ہوتا ہے۔ کہ ہمیں خواب آئی اور خواب میں ہمیں ہدایت کی گئی کہ تم نذیر احمد کی طرف توجہ کرو۔ وہاں کے لوگوں کو کثرت سے خوابیں آ رہی ہیں کہ نذیر احمد کی طرف توجہ کرو۔ گویا ان کا اخلاص اس حد تک بڑھا ہوا ہے کہ آسمان پر خدا تعالےٰ بھی ان کی تائید میں فرشتوں کو حکم دیتا ہے کہ لوگوں کو ان کی طرف متوجہ کریں۔ جیسا کہ میں نے پہلے بتایا ہے تحریک جدید کے اجراء سے پہلے کوئی مشنری کالج نہیں تھا اب

مشنری کالج کا اجراء

ہو گیا ہے اور اس کالج سے ایسے نوجوان نکل رہے ہیں جو پہلے طلباء سے علم میں زیادہ ہیں۔ میں یہ نہیں کہتا کہ وہ معیار کے عین مطابق ہیں ابھی ان کے لئے اخلاقی۔ علمی اور دینی ترقی کی بہت گنجائش ہے۔ لیکن بہرحال وہ پہلوں سے زیادہ قائم ہیں۔ پھر تحریک جدید کے اجراء سے پہلے ہمارے پاس ایسے گریجوایٹ نہیں تھے۔ جو دینیات سے بھی واقف ہوں۔ لیکن اب ایسے نوجوان موجود ہیں۔ جو مولوی فاضل ہیں اور گریجوایٹ بھی ہیں۔ یا بی اے ہیں اور آئندہ مولوی فاضل بن جائیں گے اور اس قابل ہو جائیں گے کہ اگر وہ انگریزی دانوں کی مجلس میں جائیں اور وہ کہیں کہ یہ ملاں ملتے ہیں تو وہ کہہ سکتے ہیں کہ ہم بھی تمہاری طرح انگریزی جانتے ہیں اور اگر مولویوں کی مجلس میں جائیں۔ اور وہ کہیں کہ تم انگریزی دان ہو تو وہ کہہ سکتے ہیں کہ ہم مولوی فاضل بھی ہیں۔ اور دین سے ہمیں واقفیت ہے۔ گویا جو کچھ تم جانتے ہو وہ ہم بھی جانتے ہیں۔ غرض تبلیغ اور اشاعت اسلام کی نئی راہیں کھل رہی ہیں۔ اور کچھ عرصہ تک علم دین اور علم دنیا میں

جو خلیج حائل ہے

وہ پاٹ دی جائے گی اور اس پر ایسے پل بن جائیں گے جن کے ذریعہ تمام اختلافات دور ہو جائیں گے۔

تحریک جدید کے اجراء کے وقت اس میں یہ بات بھی شامل کی گئی تھی کہ ہمارے سارے کے سارے لوگ سادہ ہو جائیں ہم سادہ کپڑے پہنیں۔ سادہ خوراک استعمال کریں۔ دعوتوں اور شادیوں میں سادگی اختیار کریں۔ کچھ عرصہ تک تو اس پر عمل ہوتا رہا۔ لیکن اب اس میں ایک حد تک کمزوری پیدا ہو گئی ہے۔ دراصل اس میں بعض باتیں اصلاح طلب تھیں۔ مثلاً بعض بیمار ہوتے ہیں۔ وہ بیمار ہونے کی وجہ سے اس تحریک پر پوری طرح عمل نہیں کر سکتے تھے یا بعض جگہوں پر ملکی رسم و رواج کے مطابق کھانے کی طرز ایسی ہوتی ہے کہ ایک کھانے میں کفایت نہیں ہو سکتی مثلاً جب یہ تحریک شروع ہوئی تو مجھے بہار اور بنگال سے خطوط آنے شروع ہوئے کہ ہمارے ہاں کھانے کا دستور ایسا ہے کہ ہم اس سکیم پر پوری طرح عمل نہیں کر سکتے۔ وہاں چھوٹے چھوٹے گھروں میں بھی ایک دو کھانے تیار ہو جاتے ہیں۔ مثلاً وہ لوگ ابلے چاول کھاتے ہیں۔ خشک چاول کو کھانے کے لئے اور اسے صحیح طور پر ہضم کرنے کے لئے کسی پتلی چیز کی ضرورت ہوتی ہے وہ لوگ پتلی سی دال بنا لیتے ہیں۔ اور اس سے چاولوں کو تر کر لیتے ہیں۔ لیکن وہ ہمیشہ اس سادہ دال سے طاقت قائم نہیں رکھ سکتے۔ اس لئے وہ تھوڑا سا سالن بھی ساتھ پکا لیتے ہیں۔ دال کے ساتھ خشکہ کو کھانے کے قابل کر لیتے ہیں۔ اور صحت کو برقرار رکھنے کے لئے تھوڑا سا سالن بھی استعمال کر لیتے ہیں غرض

کھانے کے دستور کے مطابق

چھوٹے سے چھوٹے گھر میں بھی دو قسم کا سالن تیار ہو جاتا ہے اب اگر یہ حکم دیا جائے کہ وہ ایک سالن پکائیں۔ تو اس کا یہ مطلب ہو گا۔ کہ یا تو وہ صرف دال پر گذارہ کریں اور اس سے ان کی صحتیں خراب ہوں گی۔ اور یا کچھ سالن پکائیں۔ اگر وہ دو دو سالن پکائیں گے۔ تو اس پر خرچ زیادہ ہو گا۔ پس چاہیئے تھا۔ کہ ہم آہستہ آہستہ ان کی مشکلات کو دور کرتے اور انہیں ایسا بنا دیتے کہ وہ اس سکیم پر عمل کر سکتے۔ اسی طرح بیمار اور بوڑھے ہیں ان کے لئے بھی ایک کھانے پر گذارہ کرنا مشکل ہے۔ اس لئے چاہیئے تھا کہ ایسی تجاویز اختیار کی جاتیں کہ احمدی اپنی صحت۔ اور قوت کو بھی برقرار رکھ سکتے۔ اور پھر بھی سادہ رہتے۔ لیکن چونکہ ان باتوں پر پہلے غور نہیں کیا گیا۔ اس لئے بعض لوگوں کے لئے یہ سکیم ناقابل عمل ہو گئی اور آہستہ آہستہ وہ لوگ اس پر عمل کرنے میں کمزوری دکھانے لگے مگر ضرورت ہے۔ کہ بعض طریق ایسے اختیار کئے جائیں کہ جماعت کے لوگ

سادگی کی زندگی بسر کریں

اور اسکے لئے وقتاً فوقتاً غور ہوتا رہے۔ مثلاً شادیوں اور بیاہوں پر ہم نے دعوتوں کو روک دیا تھا۔ بعض لوگ چودھری ہوتے ہیں اور وہ سمجھتے ہیں کہ ان کے لئے کوئی حکم نہیں۔ میں بعض دعوتوں پر گیا۔ تو چودھری قسم کے لوگوں نے چائے وغیرہ تیار کر دی۔ میں نے چائے نہ پی۔ اس پر آہستہ آہستہ ان لوگوں نے بھی دعوتوں کو ختم کر دیا۔ اور یہ دستور کم سے کم اب مرکز میں قائم ہو گیا ہے بہرحال کچھ چیزیں ایسی ہیں جنہیں جاری کرنا ضروری ہے لیکن چونکہ ہم بعض باتوں کو جاری نہیں رکھ سکے۔ اسلئے ہم اپنے مقام سے ہٹ گئے۔ حالانکہ کھانے وغیرہ میں سادگی نہایت ضروری چیز ہے۔ آجکل قحط کے آثار ہیں۔ مال مفت دل بے رحم۔ صدر انجمن احمدیہ نے میرے پاس یہ سفارش کر دی کہ کارکنوں کے قحط الاؤنس منظور کر دیئے جائیں۔ حالانکہ جب قحط پڑ جاتا ہے تو آمد کم ہو جاتی ہے یا تو چار چار پانچ پانچ ہزار روپیہ روزانہ آتا تھا۔ اور یا اب بارہ تیرہ سو یا پندرہ سولہ سو کی روزانہ آمد ہوتی ہے اور ایک دن تو اتنی کم آمد ہوئی کہ جب ہم ہجرت کے بعد لاہور آئے اور چندے آنے شروع ہوئے تو اس وقت جتنی آمد ہوتی تھی۔ اس دن اس سے بھی کم آمد تھی۔ یعنی اس دن دو سو روپیہ یا اس سے کچھ زیادہ کی آمد ہوئی حالانکہ اس سے پہلے دو ہزار سے چار یا پانچ ہزار روپیہ کی روزانہ آمد ہوتی تھی صدر انجمن احمدیہ کے کارکنوں کی تنخواہوں پر

چالیس ہزار روپیہ سے زائد

خرچ ہوتا ہے اور اگر سالانہ جلسہ کے اخراجات کو ملا لیا جائے۔ تو نوے ہزار تک خرچ جا پہنچا ہے۔ اب اگر روزانہ چند سو روپیہ کی آمد ہو گی تو الاؤنس کی زیادتی کون دے گا۔ صدر انجمن احمدیہ کے لحاظ سے ان کی یہ سفارش بھی غلط تھی کہ مہنگائی الاؤنس بڑھائے جائیں کیونکہ کارکنوں کو سال کے شروع میں کہہ دیا گیا تھا کہ قرضے لے لو۔ اور گندم خرید لو۔ چنانچہ انہوں نے گندم کے نام سے قرض انجمن سے لے لئے۔ درحقیقت قحط صرف گندم کا ہے۔ باقی کسی چیز کی قیمت نہیں بڑھی۔ آج ہی میں ذکر کر رہا تھا تو ایک خاتون نے کہا کہ اب تو لکڑی بھی مہنگی ہو گئی ہے۔ میں نے کہا۔ جب چاول مہنگے تھے۔ اسوقت تو مہنگائی الاؤنس بڑھانے کا سوال پیدا نہیں ہوا تھا۔ ان چیزوں کی قیمتوں میں تھوڑی اہمیت اتار چڑھاؤ تو رہتا ہی ہے اور مہنگائی الاؤنس بڑھانے کا سوال تب پیدا ہوتا ہے جب یہ اتار چڑھاؤ غیر معمولی ہو۔ آجکل گندم کا بھاؤ بیس یا بائیس روپے فی من ہے۔ لیکن جن کارکنوں نے سال کے شروع میں گیارہ بارہ روپے فی من گندم خرید لی تھی۔ ان پر اس مہنگائی کا کیا اثر ہے۔ پھر بات کرنیوالے نے کہا کہ دراصل بات یہ ہے کہ مہنگائی سے کہ کسی نے تو کپڑے بنا لئے تھے اور کسی نے روپیہ مکان پر خرچ کر لیا تھا۔ میں نے کہا۔ پھر اس تکلیف کا وہ خود ذمہ دار ہے۔ حقیقت یہ ہے کہ یہ باتیں تو ہوتی ہی رہتی ہیں عقلی بات یہ ہے کہ جماعت ایک جنگ کی جماعت کا نام نہیں جب قحط پڑ گیا تو اس سے سارے لوگ متاثر ہونگے اور لازمی طور پر کمزور لوگ چندہ دینے میں سستی دکھائیں گے اور اسطرح چندہ کی آمد کم ہو گی۔ اسلئے اخراجات کسی طرح بھی نہیں بڑھائے جا سکتے جو جماعتیں چندہ سے چلنے والی ہوں۔ انہیں ان دنوں اپنا خرچ کم کرنا ہو گا۔ چاہے آدمیوں کو کم کر کے ہو یا تنخواہوں کے کم کرنے سے ہو اگر اخراجات کم نہیں ہونگے تو روپیہ آئیگا کس طرح اس قحط کا ایک ہی علاج ہے کہ اپنی ضروریات کو کم کر دیا جائے۔ اپنی غذا کو کم کر دیا جائے جب ہم لاہور آئے تو میں نے یہ قاعدہ بنا دیا تھا کہ صرف ایک روٹی کھاؤ اسراف کو دیکھ کر کہ زیادہ خوراک کھا نیوالوں کے لئے ضرورت ہے کہ ان کے سامنے نمونہ پیش کیا جائے۔ میں نے اپنے گھر میں بھی یہ حکم دیدیا تھا کہ ایک وقت میں صرف ایک روٹی کھائی جائے۔ ہم اپنا پکاتے تھے۔ لیکن پھر بھی ایک ہی روٹی پر گذارہ کیا جاتا تھا وہ وقت عام مصیبت کا تھا اور اسوقت نمونہ دکھانا ضروری تھا اور یہ تحریک مہینوں چلی یہ عرصہ ستمبر سے جنوری فروری تک چلا گیا اس دوران میں لنگر خانہ میں بھی ایک ہی روٹی دی جاتی تھی اور ہم لوگ گھروں پر بھی ایک ایک روٹی ہی کھاتے تھے جو مہمان آتے تھے

وہ بھی خوشی سے ایک ہی روٹی کھا لیتے تھے۔ رسول کریم صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ہے۔ مومن ایک آنت میں کھاتا ہے۔ اور کافر سات آنت میں کھاتا ہے۔ اس کے معنے یہ ہیں۔ کہ کافر بے سوچے سمجھے کھاتا ہے۔ لیکن

مومن کے سامنے ہر قسم کی مشکلات

ہوتی ہیں۔ اس پر کئی ذمہ داریاں ہوتی ہیں۔ جن کو وہ کھاتے وقت مدنظر رکھتا ہے۔ اس لئے وہ ایک آنت میں کھاتا ہے۔ پس جب ایسے دن آئیں۔ تو اپنی غذا کم کر دو۔ درحقیقت جو غذا ہم کھاتے ہیں۔ وہ ساری کی ساری ہضم نہیں ہوتی۔ بعض میرے جیسے جسم والے لوگ بھی کھانے بیٹھیں۔ تو پانچ پانچ سات سات روٹیاں کھا جاتے ہیں۔ لیکن میں کبھی ایک روٹی کھاتا ہوں۔ اور کبھی آدھ روٹی کھاتا ہوں۔ پھر دیکھ لو۔ میں زندہ ہوں۔ اور جب میں ایک آدھ روٹی کھا کر زندہ رہ سکتا ہوں۔ تو میرے جیسا دوسرا آدمی بھی اتنی غذا کھا کر کم سے کم چھ سات ماہ گزار سکتا ہے۔ صرف فرق یہ ہے۔ کہ وہ لوگ کہتے ہیں۔ کہ ہمیں بھوک زیادہ لگتی ہے۔ لیکن ہم کہیں گے۔ جو میسر ہے وہ کھاؤ۔ اور باقی پہ صبر کرو۔ اب دیکھ لو۔ گندم بیس بائیس روپے من ہے۔ لیکن اگر لوگ آدھی غذا کھانا شروع کر دیں۔ تو گندم گیارہ روپے فی من پڑ ان کے لئے ہو جائیگی۔ پھر جو لوگ ملازم ہیں۔ ان کو سال کے شروع میں روپیہ مل گیا تھا۔ اور انہوں نے گیارہ روپے فی من کے حساب سے گندم خرید لی تھی۔ اگر وہ آدھی غذا کھانا شروع کر دیں۔ تو ان کی گندم کا خرچ چوتھا حصہ رہ جائیگا۔ گویا پانچ چھ روپے من انہیں گندم پڑ گئی۔ اور قحط چھوڑ ان کے لئے آسانی پیدا ہو جائے گی۔ حقیقت یہ ہے۔ کہ ہم صحیح طریق اختیار نہیں کرتے۔ اگر ہم

صحیح طریق

اختیار کریں۔ تو کام بن جائے۔ پھر میں نے گھروں میں دیکھا ہے۔ کہ بالعموم آٹے کا دس فی صدی خرچ خشکہ کا ہوتا ہے۔ بعض باورچی ایک تہائی زیادہ خرچ کر دیتے ہیں۔ وہ زیادہ خشکہ لگاتے ہیں۔ اور اپنے آرام کی خاطر آٹے کا تیسرا حصہ ضائع کر دیتے ہیں۔ بعض لوگ بغیر خشکہ کے روٹی پکا لیتے ہیں۔ لیکن کم از کم انہیں زیادہ خشکہ تو نہیں لگانا چاہیئے۔ کم خشکہ لگانے میں زیادہ محنت۔ وقت اور توجہ کی ضرورت ہوتی ہے۔ اس لئے وہ زیادہ خشکہ کا استعمال کرتے ہیں۔ پھر بعض اوقات کچھ حصہ کھانے کا ضائع ہو جاتا ہے۔ بعض لوگ اس میں احتیاط کرتے ہیں۔ تو لوگ انہیں بخیل کہتے ہیں۔ لیکن اصل مدبر وہی ہوتے ہیں۔ وہ جتنا پکاتے ہیں۔ کھا لیتے ہیں۔ کھانا ضائع نہیں کرتے۔ اگر

ضرورت کے مطابق

کھانا پکایا جائے۔ تو بہت کچھ کفایت ہو سکتی ہے۔ بخیل آدمی ہمیشہ اس طرح کرتے ہیں۔ پھر کیا وجہ ہے۔

کہ تم تکلیف کے وقت بھی ایسا نہ کرو۔ لیکن لوگ یہ چاہتے ہیں۔ کہ انہیں قحط میں بھی اتنا آرام ملے۔ جو تعیش اور آرام کے وقت میں بھی نہ ملتا ہو۔ پس قحط میں بھی ایسا انسان اپنے لئے خود تکلیف پیدا کرتا ہے۔ خدا تعالیٰ کی طرف سے اس پر کوئی تکلیف نہیں آتی۔ پھر سالنوں کو بھی کم کیا جا سکتا ہے۔ روٹی تھوڑے سے سالن کے ساتھ بھی کھائی جا سکتی ہے۔ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام ایک چمچہ چائے کا سالن لے لیتے تھے۔ اور روٹی کھا لیتے تھے۔ پس تم یہ چیزیں کم استعمال کرو۔ تو تمہاری تکلیف کم ہو جائے گی۔ لیکن اگر تم قحط میں بھی ان چیزوں کو کم نہیں کرتے۔ تو تم یہ امید کیسے کرتے ہو۔ کہ جو چیز نہیں وہ تمہیں مل جائے۔ جو چیز موجود نہیں وہ نہیں مل سکتی۔ ہم نے تحریک جدید کے اجراء کے ساتھ ساتھ کفایت کا سلسلہ اس لئے شروع کیا تھا۔ کہ انسان پر قحط کا وقت بھی آتا ہے۔ جب ایسا وقت آ جائے۔ تو وہ اشاعت اسلام میں سستی نہ کرے۔ وہ برابر چندے دے۔ تا کام رکے نہیں جب اسے

سادگی کی عادت

ہو گی تو لازماً خرچ بھی کم ہو گا اور جب خرچ کم ہو گا تو وہ قحط میں بھی چندے ادا کر سکے گا۔ لیکن جو شخص زیادتیوں اور کھانے پینے میں تکلفات کا عادی ہے۔ وہ شخص چندوں میں بھی سست ہو جائیگا۔ بے شک مومن تو ہر حالت میں مالی قربانی کرے گا۔ لیکن جو کمزور ایمان والا ہے۔ وہ سہولت کے دنوں میں تو چندہ دے گا۔ لیکن جب قحط کی حالت ہو گی۔ تو وہ چندوں میں سستی کرے گا۔ اور اس طرح اپنے ثواب کو کم کر لیگا۔ میں نے تحریک جدید کے اجراء کے وقت خاص طور پر عورتوں کو سادگی کی طرف توجہ دلائی تھی۔ لیکن افسوس ہے۔ کہ انہوں نے پوری طرح تعاون نہیں کیا۔ اور مجھے یہ کہنا پڑتا ہے۔ کہ لجنہ اماء اللہ نے اپنے فرض منصبی کو پورا نہیں کیا۔ وہ اسی بات پر خوش ہیں۔ کہ انہوں نے مکان اور دفتر بنا لیا ہے۔ ممکن ہے کہ مجھے لجنہ اماء اللہ کو توڑ کر عورتوں کی تنظیم کسی اور رنگ میں کرنی پڑے۔ کیونکہ ان میں کام کی صحیح روح نہیں پائی جاتی۔ باہر سے مجھے چٹھیاں آتی ہیں۔ کہ لجنہ اماء اللہ مرکزیہ کی طرف سے کوئی تحریک نہیں آتی۔ چٹھیوں کا جواب نہیں دیا جاتا۔ چنانچہ امریکہ سے مجھے خط آیا ہے۔ کہ سال بھر میں مرکز کی طرف سے کوئی تحریک نہیں آتی۔ اور ہمیں پتہ نہیں۔ کہ ہم نے کیا کرنا ہے۔ حقیقت یہ ہے کہ دنیا خدا تعالیٰ اور دین سے دور جا چکی ہے۔ اور اب اس پر اتنے مصائب اور آفتیں آئی ہیں۔ کہ اس میں تڑپ پیدا ہو گئی ہے۔ کہ خدا تعالیٰ کی طرف سے کوئی آواز آنی چاہیئے۔ خدا تعالیٰ کی آواز کے بغیر ان کا گزارہ نہیں۔ بیرونی ملکوں سے بھی اب اس قسم کے خطوط آتے ہیں۔ کہ دنیوی ذرائع سے اب ہم اتنے تنگ آ گئے ہیں۔ اب خدا تعالیٰ ہی مدد کرے تو کرے ہماری تمام تدابیر فیل ہو گئی ہیں۔ غیر اور دشمن تو اسلام سے ناواقف ہے ہی۔ وہ اسلام کو ایسے رنگ میں دنیا کے سامنے پیش کرتا ہے کہ انسان کو گھن آتی ہے۔ لیکن بڑی مصیبت یہ ہے۔ کہ اپنے بھی اسلام کو بدنام کر رہے ہیں۔ اب مولویوں کا

بڑا کام یہی ہے۔ کہ جب احمدیت کہتی ہے کہ اسلام بالجبر نہیں پھیلا۔ اور جو لوگ یہ کہتے ہیں۔ کہ اسلام تلوار سے پھیلا ہے وہ جھوٹے ہیں۔ تو غیر احمدی مولوی کہتے ہیں۔ یہ کافر ہو گئے۔ کیونکہ یہ جہاد کے منکر ہیں۔ جب ایک احمدی کہتا ہے۔ کہ قرآن ہی ایک ایسی کتاب ہے۔ جو محفوظ ہے اور یہی ایسی کتاب ہے۔ جو دوسری الہامی کتابوں کے مقابلہ میں سر اٹھا سکتی ہے۔ باقی تمام کتابیں محرف و مبدل ہو چکی ہیں۔ لیکن قرآن کریم ہر قسم کی تحریف و تبدل سے پاک ہے۔ تو غیر احمدی مولوی کہتے ہیں۔ یہ لوگ قرآن کریم میں نسخ کے قائل نہیں اس لئے کافر ہیں۔ جب ایک عیسائی کہتا ہے کہ مسیح بے گناہ تھا۔ اس لئے اس نے سب لوگوں کے گناہ اٹھا لئے۔ تو ایک احمدی کہتا ہے۔ کہ تمہاری یہ تھیوری غلط ہے سارے انبیاء بے گناہ تھے۔ تو غیر احمدی کہتے ہیں دیکھو جی ان کے نزدیک نبی گناہوں سے پاک ہوتے ہیں۔ حالانکہ کئی نبیوں نے گناہ کئے ہیں۔ اوروں کو تو جانے دو۔ اپنے باپ کو کوئی برا نہیں کہتا۔ لیکن غیر احمدی علماء ایسی احادیث پیش کرتے ہیں۔ جن میں رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے اخلاق پر حملہ کیا گیا ہے۔ گویا دشمن تو الگ رہا۔ دوست بھی اس قدر گر اوٹ تک چلے گئے ہیں۔ کہ اسلام کی شکل مسخ ہو گئی ہے۔ لوگ محرم میں امام حسین رض کا ماتم کرتے ہیں۔ ہم بھی تسلیم کرتے ہیں۔ کہ امام حسین مظلومی کی حالت میں شہید ہوئے لیکن حضرت امام حسین رض کو مارنے والا تو ان کا ایک دشمن تھا۔ محمد رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم ان سے زیادہ مظلوم ہیں۔ کیونکہ آپ کو مارنیوالے خود آپ کو ماننے والے ہیں۔ اسی شخص کا خنجر رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے سینہ پر اکڑ رہا ہے۔ جس کو آپ نے دودھ پلا کر پالا تھا۔ وہی شخص جسے آپ نے قرآن کریم کی تعلیم کے ساتھ انسان بنایا تھا۔ طرح طرح کے گند پھیلا کر اور آپ پر الزام لگا کر آپ کے وجود کو گھناؤنے طور پر دنیا کے سامنے پیش کر رہا ہے۔ پس اگر کسی کا ماتم ہونا چاہیئے تھا تو وہ محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات تھی۔ کہ آپ سے زیادہ مظلوم ہستی اور کوئی نہیں۔ غیروں نے آپ کے متعلق ایسی کتابیں لکھیں۔ کہ ایک حقیقی مسلمان انہیں پڑھ نہیں سکتا۔ اور انہوں نے آپ کی تعلیم کو مسخ کر کے رکھ دیا۔ پس آج اگر کسی ماتم کا دن ہے تو ماتم محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) کا دن ہے۔ ماتم حسین رض کا دن نہیں۔ کیونکہ آپ کے اپنے ماننے والوں نے آپ پر الزامات لگائے۔ اور آپ کو بدنام کیا۔ میں نے انہی حالات کو دیکھتے ہوئے اور ان کی غرض و غایت کو پہچانتے ہوئے جماعت کے سامنے یہ تجویز پیش کی۔ کہ نوجوان آگے آئیں۔ اور اشاعت اسلام کیلئے اپنی جانیں پیش کریں۔ وہ اپنی زندگیاں سلسلہ کے لئے وقف کریں۔ اور باقی لوگ اپنی جیبیں کھولیں۔ اور چندے دیں۔ خدا تعالیٰ نے آپ لوگوں کے دل کھول دیئے۔ اور آپ نے تحریک جدید میں چندہ دے کر حصہ لیا۔ اور نوجوانوں کے دل کھولے۔ اور انہوں نے اپنی زندگیاں وقف کر دیں۔ لیکن اب آہستہ آہستہ لوگوں کو مصیبت کے دن بھول گئے ہیں۔ حالانکہ مصائب آگے سے بھی زیادہ ہیں۔ اب نوجوان پہلے کی طرح اپنی زندگیاں وقف نہیں کر رہے۔ بلکہ جنہوں نے اپنی زندگیاں وقف کی تھیں۔ ان میں سے بعض نے آہستہ آہستہ کھسکنا شروع کر دیا ہے شروع میں میں نے یہ طریق رکھا تھا۔ کہ جو واقف زندگی اپنے وقف سے بھاگے۔ اسے جماعت سے خارج کر دیا جاتا تھا لیکن بعد میں میں نے سمجھا۔ کہ جو اس قسم کے گندے لوگ ہیں ہمیں ان کو رکھنے کی کیا ضرورت ہے۔ جو شخص ہمارا نہیں اسے

ہم کیوں لیں۔ اس لئے جو کھسکنا چاہتا ہے اسے جانے دو۔ چنانچہ جن نوجوانوں نے کہا۔ کہ ہم وقف میں نہیں رہنا چاہتے۔ اور ان کے ذمہ کوئی تعلیمی یا دوسرا قرض نہ تھا۔ میں نے انہیں فارغ کرنا شروع کر دیا۔ اس میں بھی کوئی شبہ نہیں۔ کہ یہ لوگ کسی نہ کسی معیار کے کمزور ضرور ہیں۔ یا تو وہ پورے غدار ہیں۔ یا آدھے غدار ہیں۔ یا چوتھا حصہ غدار ہیں۔ یا ان میں دسواں۔ بیسواں۔ پچاسواں۔ سوواں یا ہزارواں حصہ غداری کا پایا جاتا ہے۔ اور غداری نہیں تو کمزوری ضرور ہے بہرحال وہ شخص جو ایک دفعہ وقف کرتا ہے۔ اور پھر اس سے پیچھے ہٹتا ہے۔ غداری یا کمزوری سے پاک نہیں۔ اب ہماری یہ پالیسی ہے۔ کہ جس شخص نے ہمارا روپیہ استعمال نہیں کیا۔ وہ اگر وقف سے فراغت مانگتا ہے تو مانگ لے۔ ہم اسے اجازت دے دیتے ہیں۔ ہاں ہم ان کو برا ضرور مانتے ہیں۔ جو وقف سے بھاگنا تو چاہتے ہیں لیکن وہ ہمارے منہ سے کہلوانا چاہتے ہیں۔ کہ تم چلے جاؤ۔ مثلاً وہ کام خراب کرنا شروع کر دیتے ہیں۔ ایسے لوگ یقیناً غدار ہیں۔ لیکن جو شخص خود کہتا ہے۔ کہ میں وقف سے فارغ ہونا چاہتا ہوں۔ ہم اسے فارغ کر دیتے ہیں اور سمجھتے ہیں کہ اس کے ایمان میں کمزوری ہے شاید باہر جا کر اس کا ایمان مضبوط ہو جائے۔ لیکن جو شخص ہمیں دھوکہ دینا چاہتا ہے وہ باہر جا کر بھی کمزور اور بے ایمان ہی رہیگا۔ چندوں کے لحاظ سے بھی جب میں نے ۳۴ء میں تحریک جدید کا اجراء کیا تھا۔ اس وقت جماعت کی مالی حالت آج کی نسبت بہت کم تھی۔ اسکی تعداد بھی آج کی نسبت بہت کم تھی۔ اب تعداد بہرحال بہت زیادہ ہے۔ اور مالی حالت تو اس زمانہ کی نسبت بہت اچھی ہے۔ لیکن اس وقت جس طرح تحریک جدید کا خیر مقدم کیا گیا تھا۔ ویسا خیر مقدم اب نہیں کیا جاتا۔ اب بھی لوگ تحریک جدید میں حصہ لیتے ہیں۔ لیکن زیادہ تر تعداد حصہ لینے والوں میں انہی لوگوں کی ہے۔ جنہوں نے شروع میں ہی میری آواز پر لبیک کہا تھا۔ بیشک بعد والوں میں بھی جوش ہے۔ لیکن اتنا جوش نہیں۔ جتنا ابتداء میں لوگوں میں پایا جاتا تھا۔ اس وقت کام کی ابتداء ہے۔ ابھی تک دنیا کی دو ارب بتیس کروڑ کی آبادی میں صرف سے پچاس مبلغ کام کرتے ہیں اگر اس آبادی کے چوتھے حصہ تک بھی ہم خدا تعالیٰ کا پیغام پہنچائیں۔ اور سال میں پچاس کروڑ انسانوں کو چار صفحہ کا اشتہار صرف ایک دفعہ پہنچائیں۔ تو اس کے معنے یہ ہیں۔ کہ اگر ایک ہزار اشتہار شائع کیا جائے۔ تو اس پر بارہ روپے خرچ آتے ہیں۔ پھر ان اشتہارات کو لوگوں تک پہنچانے کو لیا جائے۔ تو کل خرچ قریباً بیس روپے تک آئیگا۔ اور اگر ایک لاکھ اشتہارات چھپوائیں۔ تو دو ہزار روپیہ خرچ آئیگا اور ایک کروڑ اشتہارات چھپوائیں۔ تو دو لاکھ روپیہ خرچ آئیگا۔ اور اگر پچاس کروڑ اشتہارات شائع کریں۔ تو ایک کروڑ روپیہ لگیگا۔ یعنی ایک کروڑ روپیہ سے ہم دنیا کی چوتھائی آبادی کو صرف ایک دفعہ چار صفحہ کا ایک اشتہار بھیج سکتے ہیں۔ وہ بھی اس امید پر کہ چار میں سے ایک شخص اسے پڑھے گا۔ اور باقیوں کو سنا دے گا۔ اب آپ لوگ خود اندازہ لگا سکتے ہیں۔ کہ کتنا بڑا کام ہمارے سامنے ہے۔ ابھی تو ہمارا لٹریچر اردو زبان میں بھی مکمل نہیں ہوا۔ غیر زبانیں تو ابھی بالکل تشنہ ہیں۔ ابھی تک ہم نے بیرونی ملکوں کے احمدیوں میں

اسلام کے موٹے موٹے اصول

پھیلائے ہیں۔ لیکن اب وہ کہتے ہیں۔ ہم موٹے اصول پر کفایت نہیں کر سکتے۔ اب تو تفصیلی احکام بتاؤ۔

فقہ لاؤ۔ ان کتابوں کے ترجمے لاؤ۔ ابھی ایک ڈاکٹر صاحب جو انگلینڈ میں ہیں۔ اور انہوں نے سوچ سمجھ کر اسلام قبول کیا ہے۔ ان کا مجھے خط آیا ہے۔ کہ میری بیٹیوں میں سعادت تو ضرور پائی جاتی ہے۔ اسلام کی طرف انہیں رغبت بھی ہے۔ اور انہوں نے مجھے دیکھ کر اسلام قبول بھی کر لیا ہے۔ لیکن میرے پاس وہ کتابیں نہیں کہ جن سے میں انہیں بتا سکوں۔ کہ ان پر کیا کیا ذمہ واریاں ہیں۔ دراصل بات یہ ہے کہ جن چیزوں کی ضرورت پہلے اسلامی دنیا کو تھی۔ اب ان چیزوں کی باہر بھی ضرورت ہے۔ اب ہمیں حدیث تصوف۔ فقہ۔

قرآن کریم اور دوسرے ضروری مسائل

کا ترجمہ کر کے باہر پھیلانا ہوگا۔ اگر ایک زبان میں دس دس صفحات کی چھوٹی چھوٹی کتابیں بھی پھیلائی جائیں تو دنیا میں پندرہ بیس ہزار زبانیں ہیں۔ اگر بڑی بڑی زبانوں کو ہی لیا جائے۔ تو بیس تیس زبانیں ہو جاتی ہیں۔ اگر ان زبانوں میں ہی ہم ایک ایک لاکھ صفحات شائع کریں تو یہ ۳۰ لاکھ صفحات ہو جاتے ہیں۔ اور اگر ہر کتاب کے دس دس ہزار نسخے بھی رکھے لئے جائیں۔ تو یہ اربوں صفحات بن جاتے ہیں۔ اور پھر کہیں جا کر ہم ان لوگوں کو اسلام کے ابتدائی مسائل سمجھا سکتے ہیں۔ لیکن ابھی تو انہیں یہ بھی پتہ نہیں لگتا کہ اسلام کی حقیقت کیا ہے۔ مثلاً ہم انہیں کہتے ہیں روزہ رکھو۔ لیکن انہیں یہ علم نہیں کہ روزہ کیسے ٹوٹتا ہے۔ وہ روزے رکھ لیتے ہیں۔ لیکن ہو سکتا ہے۔ کہ وہ روزہ کی حالت میں بعض چیزیں کھا لیتے ہوں۔ مثلاً ان قوموں میں اگر روزہ کا یہ طریق ہے کہ ڈبل روٹی نہیں کھانی۔ ہاں دودھ وغیرہ استعمال کر لینا چاہیئے تو شاید وہ دودھ کا استعمال کر لیتے ہوں۔ شیخ رحمت اللہ صاحب مخلص احمدی تھے۔ بعد میں وہ پیغامی ہو گئے۔ لیکن وہ بدگو نہیں تھے۔ وفات کے وقت انہوں نے

ندامت کا اظہار

بھی کیا۔ اس لئے ہم تو یہی دعا کرتے ہیں کہ خدا تعالیٰ انہیں معاف کر دے۔ اور انکی قربانیوں کا اچھا بدلہ انہیں دے۔ کیونکہ وہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو بہت پیارے تھے۔ انہوں نے بتایا کہ ایک دفعہ میں انگلینڈ گیا ہوا تھا۔ (وہ اکثر کاروبار کے سلسلہ میں ولائت جاتے تھے) ایک دن اتفاقاً میں باورچی خانہ میں چلا گیا۔ تو نوکرانی ہنڈیا پکا رہی تھی۔ میں نے اسے ہدایت کی ہوئی تھی کہ میرا کھانا الگ پکانا۔ میں نے اس سے دریافت کیا کہ کیا تم نے میرا کھانا الگ پکایا ہے۔ اس نے کہا گھبرائیں نہیں۔ آپ کا کھانا الگ پک رہا ہے۔ مجھے سؤر کے گوشت کی خوب پہچان ہے۔ اس لئے جب میں آپ کے لئے سالن ڈالتی ہوں تو سؤر کی بوٹیاں الگ کر لیتی ہوں۔ میں نے کہا یہ کیا حماقت ہے۔ سؤر کا گوشت تو میرے مذہب میں حرام ہے اور تم میرے لئے اس ہنڈیا میں سالن پکاتی ہو جس میں سؤر کا گوشت پک رہا ہے۔ اور کہتی ہو میں بوٹیاں الگ کر لیتی ہوں۔ اس نے کہا اچھا آئندہ الگ کھانا تیار کیا کرونگی۔ کچھ دنوں کے بعد میں دوبارہ باورچی خانہ میں گیا اور دیکھا کہ اگرچہ دو الگ الگ ہنڈیا پک رہی ہیں۔ لیکن اس کے ہاتھ میں ایک ہی چمچہ ہے۔ وہ وہی چمچہ کبھی ایک ہنڈیا میں پھیرتی ہے۔ اور کبھی دوسری ہنڈیا میں۔ میں نے کہا یہ تم کیا کر رہی ہو۔ ایک ہی چمچہ میری ہنڈیا میں اور دوسری ہنڈیا میں پھیر رہی ہو۔ اس نے کہا تو کیا اس طرح بھی کھانا حرام ہو جاتا ہے اچھا آئندہ میں احتیاط کرونگی۔ پس ان کی ناواقفیت ایسی ہے کہ کوئی تعجب نہیں کہ وہ روزے رکھ لیتے ہوں اور

روزہ کی حالت میں

بعض چیزوں کا استعمال بھی کر لیتے ہوں۔ مثلاً ہندو روز ہیں جو پکے کی پکی ہوئی چیز نہیں کھاتے۔ لیکن وہ دو دو تین تین سیر خربوزے کھا لیتے ہیں۔ انگور سیر بھر کھا لیتے ہیں۔ اب جو شخص ہندوؤں سے مسلمان ہوا ہو۔ ہو سکتا ہے کہ روزہ کی حالت میں وہ چولہے کی پکی ہوئی چیز نہ کھاتا ہو۔ دوسری چیزیں کھا لیتا ہو۔ غرض جب تک تفصیلات سے دوسری قوموں کو واقفیت نہیں ہوگی۔ وہ صحیح طور پر اسلام کی تعلیم پر عمل نہیں کر سکتیں اس لئے ضروری ہے کہ کتب کا ان کی زبانوں میں ترجمہ کیا جائے۔ ہماری منزل تو ابتدائی ہے ابھی انتہا بہت دور ہے۔ اگر ہم ابتدا میں ہی تھک کر رہ گئے تو آخر میں ہمارا کیا حال ہوگا۔ میں تو سمجھتا ہوں کہ اللہ تعالیٰ نے بڑا احسان کیا ہے۔ کہ اس نے ابتدا میں یہ تحریک مجھ سے غفلت میں کروائی۔ اگر وہ پہلے اس بات کا انکشاف کر دیتا۔ کہ یہ تمہارے لئے اور تمہاری آئندہ نسلوں کے لئے ہے۔ تو شاید تم میں سے بہت سے لوگ اس

ثواب سے محروم

رہ جاتے۔ اس نے مجھ سے یہ بات چھپائے رکھی اور صرف تین سال کے لئے تحریک کروائی۔ اور پھر اس صورت میں بھی حقیقت پردہ میں رکھی۔ میرے الفاظ خطبہ میں مبہم رنگ میں چھپ گئے۔ اور بعض لوگوں نے یہ خیال کر لیا کہ ہم ایک سال چندہ دیں گے۔ اور وہ آئندہ تین سالوں میں خرچ ہوگا۔ لیکن جب دوسرے سال ان سے چندہ مانگا گیا۔ اور انہیں بتایا گیا کہ یہ تحریک تین سال تک رہے گی۔ تو انہوں نے کہا اچھا یہ بات ہے۔ ہم تو یہ خیال کرتے تھے۔ کہ صرف ایک سال چندہ دینا ہے۔ اچھا چندہ لے لو۔ تین سال گزرنے پر میں نے اس تحریک کو دس سال تک بڑھا دیا تو لوگوں نے یہ خیال کر لیا کہ سات سال اور ہیں۔ چلو اتنے سال اور چندہ دے دیں۔ دس سال گزرنے پر آپ لوگ اس قابل ہو گئے تھے کہ لمبا قدم اٹھا سکیں۔ اس لئے میں نے اس تحریک کو ۱۹ سال تک بڑھا دیا۔ چونکہ یہ فاصلہ زیادہ تھا۔ اس لئے بعض لوگ اس دفعہ گر گئے اور انہوں نے خیال کر لیا کہ چلو دس سال پورے ہو گئے ہیں۔ پھر جب یہ تحریک ۱۹ سال کے قریب آئی۔ تو اللہ تعالیٰ نے میرے دل میں یہ سوال پیدا کیا کہ میں نے یہ کام کس غرض کے لئے جاری کیا تھا۔ میں نے کہا یہ کام میں نے تبلیغ اسلام کے لئے جاری کیا تھا۔ اس پر خدا تعالیٰ نے مجھ پر القاء کیا کہ کیا تبلیغ اسلام صرف ۱۹ سال تک ہوگی بعد میں یہ کام معاف ہو جائے گا تب میری آنکھیں کھلیں اور میں نے جماعت پر یہ واضح کیا کہ یہ کام قیامت تک جاری رہے گا

اور جس دن بھی ہم نے اس کام کو چھوڑ دیا۔ ہم مر گئے۔ اس کی مثال تو بالکل ایسی ہی ہے جیسے میں ایک دفعہ جمعہ پڑھ کر بیٹھا تھا تو ایک دوست نے کہا ایک پیر صاحب آئے ہیں اور وہ چاہتے ہیں کہ آپ سے ملاقات کریں میں نے کہا انہیں آنے دیں۔ چنانچہ وہ پیر صاحب آ گئے اور کہا میں یہاں آیا تھا اس لئے میں نے خیال کیا کہ آپ سے ملاقات بھی کر لوں۔ وہ سید بھی تھے۔ اور پیر بھی انہوں نے کہا مجھے ایک مسئلہ بتائیں اگر ایک دریا کو عبور کرنے کے لئے کوئی شخص ایک کشتی پر بیٹھے۔ تو کیا جب کشتی دوسرے کنارے تک پہونچ جائے۔ تو وہ کشتی سے اتر جائے یا کشتی پر ہی بیٹھا رہے۔ میں فوراً سمجھ گیا کہ ان کا مطلب یہ ہے کہ عبادت تو خدا تعالیٰ کے ملنے کے لئے کی جاتی ہے۔ جب خدا تعالیٰ مل جائے تو عبادت کی کیا ضرورت ہے۔ نماز روزہ اور دوسری عبادات تو ان لوگوں کے لئے ہیں جنہیں خدا تعالیٰ نہیں ملا۔ جنہیں خدا تعالیٰ مل گیا ہے۔ انہیں ان عبادات کی کیا ضرورت ہے۔ میں نے کہا پیر صاحب اگر دریا کا کنارہ ہے تب تو اتر جانا چاہیئے۔ کشتی میں بیٹھ رہنے کا کوئی فائدہ نہیں۔ لیکن اگر دریا کا کنارہ ہی نہیں تو جہاں آپ اترے وہیں ڈوبے۔ حقیقت یہ ہے کہ خدا تعالیٰ غیر محدود ہے اگر اس کا ایک کنارہ نظر آتا ہے۔ تو وہاں پہونچنے پر دوسرا کنارہ نظر آ جائے گا۔ اور اگر انسان اس دوسرے کنارے پر پہونچے گا تو اسے ایک اور کنارہ نظر آ جائے گا۔ اگر کوئی انسان ہو تو اسے بغل گیر ہو کر دوسرا شخص مل سکتا ہے۔ لیکن خدا تعالیٰ تو غیر محدود ہے۔ اگر اسے ایک جگہ چھو لیا ہے تو اس کا وجود اور بھی ہے۔ اور اگر اس جگہ چھو لیا تو اور باقی ہے۔ اسی طرح تبلیغ بھی ہمیشہ کے لئے ہے۔ خدا تعالیٰ حضرت مسیح علیہ السلام کو مخاطب کرتے ہوئے فرماتا ہے۔ تمہارے ماننے والے نہ ماننے والوں پر قیامت تک غالب رہیں گے۔ اس کے یہ معنے ہیں کہ ہمیشہ ایسے آدمی موجود رہیں گے۔ جو حضرت مسیح علیہ السلام پر ایمان نہیں لائیں گے اور جب حضرت مسیح علیہ السلام پر ایمان لانا قرآن کریم نے بھی ضروری قرار دیا ہے۔ تو جو لوگ مسیح کو نہیں مانیں گے۔ قرآن کریم کو بھی نہیں مانیں گے۔ پس لازماً قیامت تک کچھ ایسے لوگ بھی موجود رہیں گے جو اسلام میں داخل نہ ہوں گے۔ اور اگر قیامت تک ایسے لوگ موجود رہیں گے۔ جو اسلام میں داخل نہ ہوں گے۔ تو ان کو منوانے کے لئے بھی بعض

مبلغین کی ضرورت

رہے گی۔ لڑکیاں ایک کھیل کھیلتی ہیں۔ اب تو وہ کھیل کھیلتے میں نے لڑکیوں کو نہیں دیکھا۔ پہلے اس کھیل کا رواج زیادہ تھا۔ وہ کھیل اس طرح کی ہوتی ہے کہ پانچ چھ لڑکیاں ایک طرف کھڑی ہو جاتی ہیں۔ اور پانچ چھ لڑکیاں ایک طرف کھڑی ہو جاتی ہیں۔ ایک طرف کی لڑکیاں دوسری طرف کی لڑکیوں کے پاس آتی ہیں تو وہ غالباً ان سے رشتہ مانگتی ہیں۔ یا کوئی اور چیز مانگتی ہیں۔ بہرحال وہ سائل بن کر آتی ہیں اور اپنا سوال پیش کرتی ہیں۔ تو دوسری طرف کی لڑکیاں کہتی ہیں ہم نے نہیں دینا۔ اور جب وہ کہتی ہیں نہیں دینا تو کھیل شروع ہو جاتی ہے۔ ایک طرف کی لڑکیاں کہتی ہیں "نہیوں دینا"۔ دوسری کہتی ہیں "لے کے رہنا" اور دیر تک یہ مشغلہ جاری رہتا ہے۔ دونوں فریق اپنی ضد پر مصر ہوتے ہیں۔ اسی طرح قرآن کریم کہتا ہے کہ قیامت تک کچھ لوگ ایسے موجود رہیں گے جو کہیں گے۔ ہم نے نہیں ماننا تو تمہارا بھی یہ کام ہے کہ تم کہو ہم نے منوا کر چھوڑنا ہے۔ تمہارا ایمان اور جذبہ بہرحال چھوٹی بچیوں سے زیادہ ہونا چاہیئے۔ تمہاری غیرت ان سے زیادہ ہونی چاہیئے۔ اگر ان میں سے ایک فریق یہ کہتا ہے کہ ہم نے نہیں دینا تو دوسری لڑکیاں کہتی ہیں۔ کہ ہم نے لے کر جانا ہے۔ تمہارا بھی یہ کام ہے کہ اگر کچھ ایسے لوگ ہوں جو کہیں ہم نے نہیں ماننا۔ تو تم کہو ہم نے منوا کر چھوڑنا ہے۔ غرض یہ

خدا تعالیٰ کی حکمت

ہے کہ اس نے پہلے مجھ سے چند سال کے لئے تحریک کروائی۔ اور پھر اسے اور بڑھوا دیا۔ اور جب آخری سال یعنی انیسواں سال قریب آیا۔ تو اس نے یہ ظاہر کر دیا۔ کہ یہ انیس کا عدد کوئی چیز نہیں۔ جب تک میں اور آپ لوگ زندہ ہیں یہ فرض ہے جو خدا تعالیٰ نے ہمارے ذمہ لگایا ہے۔ اور جب تک ہماری اولادیں زندہ رہیں گی۔ اس وقت تک یہ فرض ہے جو ان کے ذمہ لگایا گیا ہے۔ اسے کوئی ٹال نہیں سکتا۔ اور اسی طرح ہر نسل پر واجب ہوتا چلا جائے گا۔ اگر تم ایک زندہ قوم ہو۔ تو یہ فرض تم سے تمہاری اولادوں کی طرف اور تمہاری اولادوں سے ان کی اولادوں کی طرف قیامت تک منتقل ہوتا رہے گا۔ اور اگر تم زندہ قوم نہیں ہو تو تم میں سے جن میں

سچا ایمان

پایا جاتا ہے۔ وہ جب تک زندہ رہیں گے۔ اور موت اس دنیا سے انہیں دوسری دنیا میں نہیں لے جاتی۔ اس وقت تک رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا نام وہ بلند کرتے رہیں گے۔ گویا تحریک جدید ایک دن کی نہیں وہ دو دن کی نہیں۔ بلکہ ہر مومن کے لئے ہمیشہ کے لئے ہے۔ اس کا ذکر قرآن کریم کی اس آیت میں ہے۔ کہ قیامت تک تم میں ایک ایسی جماعت رہنی چاہیئے جو تبلیغ اسلام کا کام کرے۔ یہ آیت ایک دن کے لئے نہیں۔ یہ آیت دو دن کے لئے نہیں۔ بلکہ یہ آیت قیامت تک کیلئے ہے۔ اسی طرح تحریک جدید بھی قیامت تک کے لئے ہے۔ کیونکہ یہ اس آیت کا ترجمہ ہے۔ جو شخص اپنی اس ذمہ داری کو سمجھتا ہے وہ قرآن کریم کو مانتا ہے۔ اور جو اپنی اس ذمہ داری کو نہیں سمجھتا وہ قرآن کریم کو نہیں مانتا۔ اور جتنا جتنا کوئی شخص اس تحریک سے دور ہے۔ اتنا ہی وہ خدا تعالیٰ کی اطاعت اور فرمانبرداری سے دور ہے۔

پس میں آج تحریک جدید کے انیسویں سال کا اعلان کرتا ہوں اگر تم میں ایمان ہے تو تمہیں یہ کہنا چاہیئے۔ کہ خدا تعالیٰ اس انیس کو اٹھائیس بنائے۔ اور اٹھائیس کو چھتیس بنائے اور اس تحریک کو اس وقت تک لمبا کرے۔ جب تک کہ ہم آخری سانس موت کے حوالہ نہ کر دیں۔ لڑائی میں مارا جانے والا سپاہی اور وہ سپاہی جو لڑائی میں مارا نہیں جاتا۔ ہاں وہ حکومت کا فرمانبردار ہوتا ہے۔ بظاہر دو تو برابر معلوم ہوتے ہیں۔ لیکن اس میں کوئی شک نہیں کہ لڑائی میں مارا جانے والا سپاہی دوسرے سپاہی سے درجہ میں بلند ہے۔ جہاد قلمی اور سیفی دونوں طرح کا ہوتا ہے جس طرح سیفی جہاد

میں مارا جانے والا شخص بلند مرتبہ پاتا ہے۔ اسی طرح جو شخص تنظیم اور تبلیغ کے جہاد میں مرتا ہے اس کا مقام بھی بہت بلند ہوتا ہے۔ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے متعلق کون کہہ سکتا ہے کہ آپ جہاد کرتے ہوئے فوت نہیں ہوئے۔ آپ آخری دم تک تبلیغی تنظیمی اور تعلیمی جہاد کرتے رہے اور اسی جہاد کے دوران میں آپ فوت ہوئے۔ پس ہر مومن جو اس جہاد میں حصہ لیتا رہے گا۔ وہ اسے ملتا کرتا جائیگا۔ ہاں چونکہ اب مختلف دور بن جائیں گے۔ اس لئے جو لوگ اس جہاد میں پہلے شریک ہوئے۔ وہ

سابقون الاولون کا خطاب

پائیں گے۔ کیونکہ سب سے پہلے دین کے جھنڈے کو بلند کیا۔ اور باقی لوگ صرف مجاہد کہلائیں گے۔ اس میں کوئی شبہ نہیں۔ کہ ان مجاہدین میں سے بھی بعض لوگ سابقون الاولون ہوں گے۔ لیکن جو لوگ ابتدا میں اس جہاد میں شریک ہوئے۔ وہ بحیثیت جماعت سابقون الاولون قرار پائیں گے۔ اور بعد میں آنے والے صرف انفرادی طور پر اس مقام کو حاصل کر سکتے ہیں۔ جب بیعت رضوان ہوئی۔ تو رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ فیصلہ کر لیا تھا۔ کہ آپ مرتے دم تک مکہ والوں کے ساتھ لڑیں گے۔ آپؐ نے حضرت عثمانؓ کو بطور ایلچی مکہ والوں کی طرف بھیجا تھا۔ اور ان کے متعلق مشہور ہو گیا تھا۔ کہ مکہ والوں نے انہیں قتل کر دیا ہے۔ اور ایلچی کا قتل کیا جانا نہ صرف مسلمانوں میں بلکہ اس وقت کے کفار میں بھی بُرا سمجھا جاتا تھا۔ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اول میں فیصلہ کر لیا۔ کہ اگر یہ بات سچی نکلی۔ تو آپ مکہ والوں سے لڑیں گے۔ اور پیچھے نہیں ہٹیں گے۔ بعض لوگوں کی نظریں ایمان کی وجہ سے وسیع ہوتی ہیں۔ بنو اسد کا ایک آدمی رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آیا۔ اور عرض کیا۔ یا رسول اللہ میں آپ کی بیعت کرنا چاہتا ہوں آپ نے فرمایا تم کس بات پر بیعت کرنا چاہتے ہو۔ اُس نے عرض کیا میں اُس چیز کے لئے بیعت کرنا چاہتا ہوں جو آپ کے دل میں ہے۔ وہ آپ کے چہرہ مبارک کو دیکھ کر پہچان گیا تھا۔ کہ آپ کا فیصلہ کیا ہے۔ آپ نے فرمایا میرے دل میں کیا ہے؟ اس شخص نے کہا یہی کہ خدا تعالیٰ کی راہ میں مارے جائیں۔ یا فتح حاصل کر لیں۔ آپ نے اپنا ہاتھ بڑھا دیا۔ اور اس شخص نے بیعت کر لی۔ غرض وہ پہلا شخص تھا جس نے

بیعت رضوان کے موقعہ پر

خوش ہو کر بیعت کی اس کے بعد باقی صحابہؓ آگے بڑھے اور سب نے آپ کے ہاتھ پر بیعت کی۔ اور اس واقعہ کے بعد جب کبھی صحابہؓ بنو اسد کے کسی شخص سے ملتے۔ تو ہمیشہ کہا کرتے تھے کہ بیعت رضوان میں تم لوگوں کو ہم پر فضیلت حاصل ہے۔ کیونکہ تم نے اس بات میں ابتدا کی۔ اور اس طرح اس فخر کو حاصل کر لیا۔ تو مومن ایمان کی وجہ سے کوشش کرتا ہے۔ کہ وہ آگے بڑھے اور اپنی خدمات پیش کرے۔ بیشک دنیا میں تغیرات بھی آئیں گے۔ خرابیاں بھی ہوں گی۔ قحط بھی پڑیں گے۔ مصائب اور آفات بھی آئیں گی لیکن جو شخص مومن ہے۔ اس کا قدم آگے ہی آگے بڑھتا چلا جائیگا۔

قحط اور مصائب

اس کے قدم کو سست نہیں کریں گے۔ پس تحریک جدید کو آگے بڑھانا ہمارا کام ہے۔ یہ کام کبھی ختم نہیں ہوتا۔ پہلی جماعت جس نے اس میں حصہ لیا۔ وہ سابقون الاولون کہلائے گی۔ اور جو بعد میں آئے۔ وہ مجاہد کہلائیں گے۔ پھر ان مجاہدین میں سے بھی بعض اپنے اپنے وقت میں سابقون ہوں گے لیکن یہ صرف بحیثیت فرد سابقون ہوں گے۔ اور جو جماعت پہلے دور میں اس جہاد میں شریک ہوئی۔ وہ من حیث الجماعت سابقون الاولون ہو گی۔

میں تحریک جدید کے کارکنوں کو بھی اس بات کی طرف توجہ دلاتا ہوں۔ کہ وہ اپنے اندر ایمان پیدا کریں۔ افسوس ہے کہ کارکن کام کو اس طرح نہیں کرتے کہ چندے سو فی صدی جمع ہوں۔ مثلاً دور دوم کا سیشہ ہی یہ حال رہا ہے کہ وہ کبھی سو فی صدی پورا نہیں ہوا۔ میں یہ نہیں سمجھتا کہ اس دور میں حصہ لینے والے اخلاص میں کم ہیں۔ لیکن میں یہ ضرور کہوں گا کہ کارکن کام میں سست ہیں۔ اس لئے اس دور کا چندہ پورے طور پر وصول نہیں ہوتا۔

وصولی کے لحاظ سے

دور دوم کے مخلصین بھی ترقی کر رہے ہیں پچھلے سال ایک لاکھ تیس ہزار کے وعدے تھے۔ اور اس سال ایک لاکھ چالیس ہزار کے وعدے تھے لیکن پچھلے سال ۹۹ فیصدی وعدے وصول ہوئے تھے۔ اور اس سال ۹۴ فی صدی وعدے وصول ہوئے ہیں۔ اس میں کوئی شبہ نہیں۔ کہ اس سال گذشتہ سال کی نسبت رقم زیادہ آئی ہے۔ مگر فی صدی نسبت کم ہو گئی ہے۔

اسی طرح میں واقفین کو بھی توجہ دلاتا ہوں۔ کہ وہ اپنے اخلاص کو دیکھیں۔ وقت کو نہ دیکھیں۔ عاشق وقت کو نہیں دیکھا کرتا۔ نوکر وقت کو دیکھتا ہے۔ ہمارے ہاں تو اصل غرض کام سے ہے۔ کام کو وقت پر کریں۔ اب تو یہ ہوتا ہے۔ کہ اگر کہیں کوئی نقص ہو جاتا ہے۔ اور میں دفتر کو توجہ دلاتا ہوں۔ پھر کچھ عرصہ کے بعد دوبارہ دریافت کرتا ہوں۔ تو مجھے بتایا جاتا ہے۔ کہ تین ماہ ہوئے ہم نے ایک خط لکھا تھا مگر اس کا کوئی جواب نہیں آیا۔ گویا ایک خط لکھ کر تین ماہ تک خاموشی طاری رہتی ہے۔ حالانکہ چاہیئے یہ تھا۔ کہ ہر دس دن کے بعد خط لکھا جاتا میں یاد کراتا ہوں۔ تو خط لکھتے ہیں۔ یہ

سستی کی علامت

ہے۔ اور مومن کو اس سے بچنا چاہیئے۔ میں نوجوانوں سے کہتا ہوں۔ کہ وہ وقت کی قدر کو سمجھیں۔ جو بھاگ گئے وہ ہیں۔ میں انہیں کچھ نہیں کہتا۔ بلکہ میں خدا تعالیٰ کا شکر کرتا ہوں۔ کہ ہمیں ان سے نجات مل گئی۔ لیکن جو نوجوان وقف میں نہیں آئے۔ انہیں میں کہتا ہوں کہ اخلاص سے آگے آؤ۔ ہمیں لاکھوں نوجوانوں کی ضرورت ہے۔ اگر ہر پانچ افراد پر بھی ایک مبلغ ہو۔ تو دو ادب بیس کروڑ کی آبادی کے لئے ہمیں بچاس لاکھ مبلغین کی ضرورت ہے۔ ابھی وہ زمانہ نہیں آیا۔ کہ ہم تبلیغ کے فرض سے فراغت حاصل کر لیں اور شاید کوئی ایسا وقت آ بھی سکتا ہے۔ اگر ایسے موقعہ پر نوجوان قربانی نہیں کریں گے۔ تو اور کون کرے گا۔ تم کو یہ سمجھ لینا چاہیئے۔ کہ انسان کی زندگی کا بہترین مصرف یہی ہے۔ کہ وہ

خدا تعالیٰ کی راہ میں خرچ ہو

جو شخص اسے چٹی سمجھتا ہے۔ اس کے ایمان میں کمزوری پائی جاتی ہے۔ اس کمزوری کو دور کرنا چاہیئے جس کا ایمان مضبوط ہوتا ہے۔ وہ اس موقعہ پر آگے بڑھتا ہے۔ صحابہؓ کو دیکھو۔ ان میں یہ روح کس حد تک پائی جاتی تھی۔ حضرت ابو ہریرہؓ بہت بعد میں مسلمان ہوئے تھے۔ لیکن جب مسلمان ہوئے تو پھر ہمیشہ مسجد میں ہی رہے۔ آپ فرماتے تھے۔ کہ میں چاہتا ہوں۔ کہ اب رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی ہر بات کو سنوں۔ آپ کی ہر مجلس میں بیٹھوں۔ تاکہ بعد میں آنے کی وجہ سے جو کمی رہ گئی ہے۔ وہ پوری ہو جائے۔ چنانچہ آپ ہر وقت مسجد میں بیٹھے رہتے تھے۔ اور رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی ہر بات سنتے تھے۔ یہی وجہ ہے۔ کہ اگر حضرت ابو بکرؓ حضرت عمرؓ اور دوسرے عشرہ مبشرہ کی ساری روایات بھی اکٹھی کر لی جائیں۔ تو وہ حضرت ابو ہریرہؓ کی روایتوں سے تعداد میں کم ہیں کیونکہ جب وہ مسلمان ہوئے تو آپ نے کوئی موقعہ جانے نہیں دیا۔ آپ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی ہر مجلس میں حاضر ہوتے تھے۔ آپ نے مسجد میں ہی ڈیرہ لگا لیا۔ تا ایسا نہ ہو۔ کہ کسی وقت غیر حاضر رہنے کی وجہ سے آپ کی باتیں سن نہ سکیں۔ تم بھی

وقف کی عظمت

کو سمجھو۔ وقف کا درجہ سیکڑوں اور ہزاروں سے نہیں ملتا۔ وقف کا درجہ خدا تعالیٰ سے ملتا ہے۔ سلسلہ کے ابتدائی زمانہ میں علماء نے دین کی بہت خدمت کی ہے۔ لیکن اب تعلیم بھی زیادہ ہے۔ سامان اور سہولتیں بھی میسر ہیں۔ لیکن علماء مسجدوں میں نہیں آتے۔ دنیا کے پیچھے لگے رہتے ہیں۔ انہیں عہدوں اور تنخواہوں کا خیال زیادہ رہتا ہے۔ یہ بات بتاتی ہے۔ کہ انہیں صرف عہدوں اور مال سے دلچسپی ہے حالانکہ عہدوں سے دو جاہت کو کوئی فائدہ نہیں پہنچتا جن کاموں کی وجہ سے خدا تعالیٰ کا قرب حاصل ہوتا ہے وہی کام کرنے چاہئیں۔ اور انہی کی طرف دوڑنا چاہیئے۔

اعلان دفتر آبادی ربوہ!

ربوہ میں چند قطعات دو دو کنال کے رقبہ کے چھوٹی صنعتوں (LIGHT INDUSTRIES) کے لئے موجود ہیں۔ یہ قطعات اُن احباب کو مقاطعہ پر دیئے جا سکتے ہیں۔ جو ہلکی قسم کی انڈسٹری کا تجربہ رکھتے ہوں۔ ایسے احباب اپنی درخواستیں معہ مکمل کوائف یعنی یہ تفاصیل درج ہوں۔ کہ کس قسم کی صنعت کا تجربہ ہے۔ کتنا سرمایہ لگا سکتے ہیں۔ اور کتنے عرصہ کے اندر کارخانہ لگا کر کام شروع کریں گے۔ اپنی جماعت کے پریذیڈنٹ و امیر جماعت کی تصدیق سے فوراً دفتر ہذا کو بھجوا دیں۔ قیمت و دیگر تفاصیل کے لئے خط و کتابت کریں۔

(سکرٹری کمیٹی آبادی ربوہ)

دفتر کی مطبوعہ رسید یا منی آرڈر پر دستخط و مہر منیجر کے بغیر کوئی ادائیگی دفتر ہذا کے نزدیک مستند نہ ہو گی۔ (منیجر الفضل)

ولادت:- مکرم خورشید احمد صاحب اسسٹنٹ ایڈیٹر الفضل کو اللہ تعالیٰ نے اپنے فضل و کرم سے ۲۹ نومبر بروز ہفتہ لڑکا عطا فرمایا ہے۔ احباب کرام دعا فرمائیں۔ کہ اللہ تعالیٰ بچے کو خادم دین بنا کر لمبی عمر عطا فرمائے۔ اور وہ والدین کے لئے قرۃ العین ثابت ہو۔

اعلان برائے موصیان

مندرجہ ذیل موصی صاحبان کی رقوم ان کے وصیت نمبر نہ ملنے کی وجہ سے بغیر اندراج کے پڑی ہوئی ہیں لہذا ان کی اطلاع کے لئے اعلان کیا جاتا ہے۔ کہ وہ اپنے اپنے وصیت نمبر سے دفتر ہذا کو اطلاع دیں۔ اور اگر کسی موصی کو ان کا وصیت نمبر یاد نہ ہو تو بجرہ کم از کم اپنی ولدیت معہ سابقہ سکونت سے ہی اطلاع دیدیں۔ تاکہ ان کی ادا کردہ رقوم کا اندراج ان کے کھاتہ جات حصہ آمد سے کر دیا جائے۔

نیز اطلاع دیتے وقت مندرجہ کوپن نمبر اور تاریخ کا حوالہ ضرور دیں۔ کیونکہ بغیر کوپن نمبر و تاریخ کے کسی رقم کا تلاش کرنا مشکل ہے۔ (سیکرٹری مجلس کارپرداز ربوہ ضلع جھنگ)

نمبر شمار	نام موصی معہ مکمل پتہ	کوپن نمبر و تاریخ	رقوم
۱	بیگم صوفی صاحب کراچی	۵۳	۱۴/-
۲	شیخ غلام رسول بدوملہی سیالکوٹ	۱۶۹ / ۱/۵/۵۱	۱۰/-
۳	ماسٹر عبد الرحمٰن دہلی دروازہ لاہور	[illegible] / ۴/۵/۵۱	[illegible]
۴	فاطمہ بی بی صاحبہ ،،	،،	۱۹/-
۵	منشی نور محمد پاکپتن منٹگمری	۲۴۴۶ / ۶/۵/۵۱	۳۰/-
۶	مستری احمد بخش قلعہ صوبا سنگھ سیالکوٹ	۲۴۵۹ / ۶/۵/۵۱	۲۵/-
۷	اہلیہ محمد بخش سگھر مانی والہ بہاولپور	۲۴۷۴ / ۷/۵/۵۱	۱۵/-
۸	سید احسان الرحمٰن بخاری نوشہرہ	۹۲ / ۸/۵/۵۱	۴/۸/-
۹	شیخ محمد اکرام صاحب ملتان	۳۲۹۷ / ۹/۵/۵۱	۲/-
۱۰	چوہدری مبارک علی صاحب وٹنی منٹگمری	۱۶۷ / ۱۱/۵/۵۱	۶/-
۱۱	احمد خان صاحب ڈھاکہ بنگال	۲۲۶۷ / ۱۲/۵/۵۱	۳/۲/-
۱۲	محمد صادق کراچی	۲۴۱ / ۱۵/۵/۵۱	۱۱/-
۱۳	بشیر صاحب سول لائن لاہور	۲۵۹ / ۱۶/۵/۵۱	۱۶/-
۱۴	عبد اللطیف صاحب قلات بلوچستان	۲۸۷ / ۱۷/۵/۵۱	۱/۸/-
۱۵	چوہدری خلیل الرحمٰن صاحب ،،	،،	۲۶/-
۱۶	میر عبد القدیر اوورسیر حیدر آباد سندھ	۲۹۱ / ۱۷/۵/۵۱	[illegible]
۱۷	ماسٹر محمد دین گھٹیالیاں ضلع سیالکوٹ	۳۵۰ / ۲۶/۵/۵۱	۲/۱۴/-
۱۸	عبد اللہ مہاجر ہندوستانی پشاور شہر	۴۰۹ / ۲۵/۵/۵۱	۱/-
۱۹	خواجہ دین محمد صاحب کرشن نگر لاہور	۴۰۷ / ۲۶/۵/۵۱	۳/-
۲۰	مسعودہ بیگم چک نمبر ۱۲۳ بہاولپور	۳۶۸۳ / ۲۶/۵/۵۱	۱/۴/-
۲۱	امۃ اللہ صاحبہ کراچی	۳۶۹۹ / ۲۸/۵/۵۱	۶/۸/-
۲۲	شیخ گلزار الحق صاحب کراچی	۵۰۱ / ۲/۶/۵۱	۱۰/۴/-
۲۳	ڈاکٹر عقیل بن عبد القادر صاحب ،،	،،	[illegible]
۲۴	سعید احمد صاحب گوجرہ ضلع لائلپور	۳۸۰ / ۶/۶/۵۱	۶/۸/-
۲۵	مولوی مولا بخش صاحب	۲۷ / ۹/۶/۵۱	۱/۱/-
۲۶	اہلیہ ہدایت اللہ صاحب احمد مختار کار پوریشن کندوایارہ سندھ	۵۸۹ / ۷/۶/۵۱	۶/۸/-
۲۷	چوہدری فضل الرحمٰن صاحب مہاجرین کیمپ چک لالی جہلم	۵۹۰ / ۷/۶/۵۱	۱۲/-
۲۸	[illegible] ربانی صاحب سول لائن لاہور	۵۹۵ / ۱۱/۶/۵۱	۳۵/-
۲۹	والدہ صاحبہ مرحومہ [illegible] شفیق الحسن صاحب کراچی	۶۸۳ / ۱۶/۶/۵۱	[illegible]
۳۰	رانی صاحبہ فیروز والہ گوجرانوالہ	[illegible] / ۱۳/۶/۵۱	۴/-
۳۱	اہلیہ عبد الرب صاحب کمالیہ لائلپور	۹۱۳ / ۲۸/۶/۵۱	۲/۸/-
۳۲	محمد بخش صاحب ڈنگہ نوالی سیالکوٹ	۸۹۱ / ۲۸/۶/۵۱	۱۰/-
۳۳	چوہدری عبد الرزاق صاحب ملتان	۹۲۱ / ۳۰/۶/۵۱	۲۰/-
۳۴	محمد اکبر خان صاحب ملتان	۱۲۶ / ۲/۷/۵۱	۴/۶/-
۳۵	ملک لطیف ربانی صاحب سول لائن لاہور	۹۳۵ / ۱/۷/۵۱	۳۵/-
۳۶	محمد حفیظ اللہ خان صاحب ماڈل ٹاؤن لاہور	۹۴۳ / ۳/۷/۵۱	۱۴/-
۳۷	حامد حسن سکرٹری مال شاہی بازار دادو	۹۶۰ / ۴/۷/۵۱	۱۰/-
۳۸	زینب بی بی صاحبہ گھیانہ ضلع جھنگ	۹۶۵ / ۴/۷/۵۱	۱/-
۳۹	حمیدہ بیگم صاحبہ ربوہ	۲۲ / ۴/۷/۵۱	۳/-
۴۰	مستری رحمت اللہ صاحب چک ۹۵ گ ب لائلپور	۳۲۱ / ۱۰/۷/۵۱	۱۰/۴/-
۴۱	ممتاز بیگم صاحبہ ،، ،، ،،	،،	۳/۲/-
۴۲	ڈاکٹر محمد طفیل صاحب ،، ،، ،،	۳۳۲ / ۱۰/۷/۵۱	۱۲/۸/-
۴۳	خواجہ محمد حسین صاحب الفضل لاہور	۵۸۶ / ۱۰/۷/۵۱	۹/۱۵/-
۴۴	چوہدری غلام رسول صاحب نارووال سیالکوٹ	۱۱۲۴ / ۱۱/۷/۵۱	۹/۲/-
۴۶	عنایت اللہ چک ۵ [illegible]	۱۱۳۶ / ۱۳/۷/۵۱	۴۸/-
۴۷	فیروز احمد صاحب گھٹیالیاں سیالکوٹ	۱۱۵۱ / ۱۳/۷/۵۱	۱۰/۴/-
۴۸	اللہ رکھا صاحب جہلم	۱۲۴۳ / ۱۶/۷/۵۱	۲/۱۴/-
۴۹	عنایت بی بی [illegible] گوجرانوالہ	۳۸۸ / ۱۹/۷/۵۱	۵/-
۵۰	چوہدری محمد حیات صاحب کراچی	۱۲۶۷ / ۱۶/۷/۵۱	۳۴/۱۱/-
۵۱	عبد السلام صاحب قریشی ،،	،،	۳/-
۵۲	چوہدری شریف احمد صاحب ،،	،،	۴/-
۵۳	ڈاکٹر عقیل بن عبد القادر صاحب ،،	،،	۳۵/۱۲/-
۵۴	پیر عبد الغنی صاحب ،،	،،	۲۱/-
۵۵	رحمت اللہ صاحب بٹ ،،	،،	۵۴/-
۵۶	محمد یعقوب صاحب سیالکوٹ چھاؤنی	۱۲۶۵ / ۱۷/۷/۵۱	۳/-
۵۷	لیفٹیننٹ منظور احمد صاحب ،،	،،	۴/-
۵۸	سید غلام محمد شاہ شفا میڈیکو سول لائن لاہور	۳۷۹۲ / ۱۸/۷/۵۱	۱۰/-
۵۹	محمد اسماعیل صاحب لیہ ضلع مظفرگڑھ	۱۲۹۲ / ۱۹/۷/۵۱	۱۱/۴/-
۶۰	مرزا محمد حسین صاحب راولپنڈی بحساب جماعت جالندھر	۸۳۲ / ۱۹/۷/۵۱	۲۳/۴/-
۶۱	محمد حسین صاحب گھٹیالیاں سیالکوٹ	۶۰۰۸ / ۱۹/۷/۵۱	۱۰/-
۶۲	چوہدری غلام حسین صاحب کھرولیاں سیالکوٹ	۱۳۰۵ / ۲۰/۷/۵۱	۹/۴/-

(سکرٹری بہشتی مقبرہ ربوہ)

اعلان

جملہ موصی صاحبان کی خدمت میں التماس ہے۔ کہ وہ رقوم حصہ آمد ارسال کرتے وقت صرف نام ہی نہ لکھا کریں۔ بلکہ نمبر وصیت ضرور تحریر فرمایا کریں۔ اگر وصیت نمبر معلوم نہ ہو۔ تو دفتر ہذا کو نام ولدیت معہ سکونت تحریر کر کے نمبر وصیت معلوم کر لیں۔ کیونکہ نمبر وصیت نہ ہونے کی وجہ سے رقم کا اندراج غلط ہونے کا امکان ہوتا ہے۔ اس واسطے نمبر وصیت ضرور لکھنا چاہیئے۔ (سیکرٹری مجلس کارپرداز ربوہ)

تاکید ہے

جن احباب کی قیمت اخبار ماہ دسمبر ۱۹۵۲ء میں ختم ہو رہی ہے۔ مہربانی فرما کر بذریعہ منی آرڈر قیمت ارسال فرما کر عند اللہ ماجور ہوں

کئی احباب کا خیال ہوتا ہے۔ کہ جلسہ سالانہ کے موقعہ پر قیمت اخبار دیدینگے۔ ایسے احباب سے گذارش ہے کہ ان دنوں احباب کو بعض مصروفیت ہوتی ہے کہ بعض کو دفتر الفضل میں جانے کا وقت ہی نہیں ملتا اور وہ قیمت ادا نہیں فرما سکتے۔ ان حالات میں بہتر یہی ہے کہ قیمت اخبار جلسہ سالانہ سے قبل دفتر اخبار الفضل لاہور میں ہی پہنچا کر جلسہ پر تشریف لے جائیں۔ اور مطمئن ہو کر جلسہ کے دن ربوہ میں گذاریں۔

جو احباب قیمت اخبار جلسہ سالانہ کے موقعہ پر ادا کرنے کا ارادہ رکھتے ہیں۔ ان کی خدمت میں تاکید اً عرض ہے کہ وقت نکال کر بھی دفتر الفضل ربوہ میں قیمت ادا فرما کر عند اللہ ماجور ہوں

جن احباب کی قیمت اخبار دسمبر میں ختم ہوتی ہے۔ مگر ان کی طرف سے میعاد کے اندر اندر قیمت دفتر میں نہ آئی تو دفتر اخبار ان کی خدمت میں پہنچانے سے معذور ہوگا۔

مکرر عرض ہے۔ کہ جن کی قیمت دفتر میں ان کے حساب میں نہ ہوگی ان کی خدمت میں پرچہ نہ بھجوایا جائیگا (مینیجر الفضل لاہور)

اہل قافلہ فوری توجہ فرمائیں

از حضرت مرزا بشیر احمد صاحب ایم۔ اے

اس سال پاسپورٹ کا انتظام جاری ہوجانے کی وجہ سے قافلہ قادیان کا کام بہت زیادہ وسیع اور پیچیدہ ہوگیا ہے۔ مگر افسوس ہے کہ درخواست دینے والے اصحاب بار بار کے اعلانوں کے باوجود تکمیل درخواست کی طرف توجہ نہیں دے رہے۔ چنانچہ اس وقت تک پاسپورٹوں کے لئے مطلوبہ کوائف اور فوٹو میرے دفتر میں بہت ہی کم پہنچے ہیں۔ اس طرح قافلہ کا جانا مشکل بلکہ ناممکن ہو جائے گا۔ اور اس کی ذمہ داری اہل قافلہ پر ہوگی۔ بہرحال اب وقت کی تنگی کی وجہ سے یہ آخری اعلان کیا جاتا ہے کہ جو اصحاب ابھی تک مجھے پاسپورٹ والے کوائف نہیں بھجوا سکے (جن کے متعلق الفضل مورخہ ۲۱ نومبر اور ۳۰ نومبر میں اعلان ہو چکا ہے) وہ اپنے اپنے ضلع کے دفتر سے پاسپورٹ فارم حاصل کرکے اور ان میں حسب قاعدہ اور حسب ہدایات خانہ پری کرکے اور دستخط والی جگہ پر اپنے دستخط کرکے اور افسر مجاز کے بھی دستخط کرا کے مجھے بلا توقف بھجوا دیں۔ اور اس کے ساتھ سات عدد پاسپورٹ سائز فوٹو بھی بھجوا دیں۔ اگر ایسے تکمیل شدہ فارم مع فوٹو مجھے ۷ دسمبر یا زیادہ سے زیادہ ۱۰ دسمبر تک نہ پہنچے تو اس معاملہ میں غفلت کرنے والے دوست قافلہ میں شریک نہیں ہوسکیں گے۔ پردہ نشین عورتوں کے لئے فوٹو کی ضرورت نہیں۔ دوست نوٹ کرلیں کہ میں نے وقت پر انتباہ کردیا ہے۔ بعد میں مجھ پر کوئی گلہ نہیں ہونا چاہیئے۔

نوٹ:- جو صاحب یہ محسوس کریں کہ وہ مطلوبہ پاسپورٹ فارم کی خانہ پری کرواکر مطلوبہ وقت کے اندر ہمارے دفتر میں نہیں بھجوا سکتے۔ وہ زیادہ سے زیادہ ۹ دسمبر تک ربوہ تشریف لے آئیں۔ ہمارا دفتر خود ضروری کارروائی پاسپورٹ کے متعلق کرے گا۔ لیکن ان کا ربوہ آنا اور پھر واپس جانا یا ۲۵ دسمبر تک ربوہ ٹھہرنا اس کے متعلق ذمہ داری ان کی اپنی ہوگی۔

(خاکسار مرزا بشیر احمد ربوہ ۲ دسمبر ۱۹۵۲ء)

عراق تیل کو قومی ملکیت نہیں بنائے گا

لندن ۲ دسمبر۔ "ڈیلی میل" کے وقائع نگار "والٹر فار" کو ایک انٹرویو دیتے ہوئے جنرل نورالدین محمود نے بتایا وزارت عظمیٰ کا عہدہ سنبھالتے وقت میرا اہم ترین کام امن وامان بحال کرنا تھا۔ یہ کام مکمل ہوچکا ہے۔ اس لئے بیرونی دنیا کو عراق کے جمہوری مستقبل کی بابت کوئی تشویش نہیں ہونی چاہیئے۔ ہم نے حالات پر پوری طرح قابو پالیا ہے۔

جب وزیراعظم کو بتایا گیا کہ دیگر ملکوں میں اس اندیشے کا اظہار کیا جارہا ہے کہ بغداد کے فسادات کے نتیجہ کے طور پر یہاں بھی ایران کی طرح کی صورت حال پیدا ہو جائے گی۔ تو انہوں نے جواب دیا۔ کہ اس کا تو سوال ہی پیدا نہیں ہوتا۔

جنرل محمود نے مزید بتایا (۱) جب اندرونی طور پر حالات درست ہوگئے ہیں تو عراق مستقبل کی بابت تبادلہ خیالات ممکن ہوگا۔

(۲) ملک میں تیل کی صنعت کو قومی ملکیت قرار دینے کی مہم شروع کرنے کا کوئی ارادہ نہیں۔ عراق کو یہ احساس ہے کہ تیل کا نکاس جاری رہنا چاہیئے۔

(۳) عراق مشرق وسطیٰ کے دفاع میں پورا پورا حصہ لے گا۔ تاہم اسے حق پہنچتا ہے کہ برطانیہ سے زیادہ سے زیادہ فوجی امداد طلب کرے۔ (استار)

ترکی کو تجارتی نقصان

استنبول ۹ دسمبر۔ اعداد وشمار سے معلوم ہوا ہے کہ سال رواں کے پہلے ۹ ماہ میں ترکی کو ۰۰۰،۰۰۰،۰۰ پونڈ کا تجارتی خسارہ ہوا ہے۔

برآمدات جن میں زیادہ تر اناج روئی اور تمباکو شامل تھا کی مالیت ۰۰۰،۰۰۰،۸۵، ۶ پونڈ تھی۔ درآمدات کی مالیت ۰۰۰،۰۰۰،۱۴۴،۱۲ پونڈ تھی گذشتہ سال کل ۰۰۰،۰۰۰،۹،۷۷ پونڈ کا مال درآمد ہوا تھا۔

زیادہ تر مشینری، کپڑا، لوہا اور فولاد وغیرہ درآمد کیا گیا۔ (استار)

مانچوریا پر جلد حملہ کیا جائے

سئول ۳ دسمبر۔ جنوبی کوریا کے صدر سنگمن ری نے کہا ہے۔ کہ وہ امریکی صدر آئزن ہاور سے ملاقات میں مشورہ دیں گے۔ کہ مانچوریا اور روس کی سرحدوں پر جلد حملہ کیا جائے۔

انہوں نے کہا کہ کوریا میں ایٹمی جنگ لڑنے کی ضرورت نہیں ہے۔ کیونکہ ان کے پاس اتنی طاقت ہے کہ ایٹم بم کے بغیر دریائے یالو کے پار دشمن کو بھگا سکتے ہیں۔

ترکی عرب ممالک کے ساتھ تعلقات بہتر بنانیکی کوشش کریگا

ابتدائی گفت وشنید شروع ہوچکی ہے

بیروت ۲ دسمبر۔ شام ولبنان کے سیاسی مبصرین کو توقع ہے کہ ترکی اس سال کے آخر سے پہلے عرب ممالک کے ساتھ اپنے تعلقات بہتر بنانے کی کوشش کرے گا ۔۔۔ انہیں یقین ہے کہ ترکی اور اس کے ہمسایہ ملکوں کے درمیان خاص طور پر تعلقات مضبوط بنانے کے متعلق بات چیت شروع ہوچکی ہے اور نہ صرف یہ بلکہ مشرق وسطیٰ کے دفاع کے سلسلہ میں بھی افہام وتفہیم کی کوشش کی جارہی ہے۔

ترکی میں شام ولبنان کے سفیروں کو مشورہ کے لئے بیروت اور دمشق بلایا گیا تھا۔ انہیں اس وقت طلب کیا گیا تھا جبکہ ترکی کے وزیر خارجہ مسٹر کوپرولو نے انقرہ میں عرب ملکوں کے سفارتی نمائندوں کے ساتھ ملاقاتوں کا ایک سلسلہ ختم کیا تھا۔

معلوم ہوا ہے کہ مسٹر کوپرولو نے اپنی ملاقاتوں کے دوران میں اس امر کی وضاحت کی تھی کہ ترکی مشرق وسطیٰ میں امن واستقامت کو بہت ہی زیادہ اہمیت دیتا ہے اور اپنے عرب ہمسایوں کے ساتھ تعلقات کو مضبوط بنانا چاہتا ہے۔

مبصرین کا خیال ہے کہ عربوں کے ساتھ یہ گفت وشنید نئے سرے سے ترکیہ کے وزیراعظم اور وزیر خارجہ کے دورہ برطانیہ کے بعد شروع کیا گیا ہے۔ یہ بھی باور کیا جاتا ہے کہ وزیر خارجہ برطانیہ مسٹر انتھونی ایڈن نے بھی اس موضوع پر برطانیہ میں عرب مندوبین کے ساتھ غیر رسمی بات چیت کی ہے۔

اگرچہ شامی حلقوں کی طرف سے اس امر کی تصدیق تو نہیں کی جارہی۔ لیکن بیان کیا جاتا ہے کہ مسٹر ایڈن نے شام کے وزیر خارجہ اور نیویارک میں شامی وفد کے قائد ڈاکٹر ظفر الرفاعی سے ملاقات کرکے یہ تجویز پیش کی تھی کہ برطانیہ اور شام کے درمیان دوستی کا معاہدہ طے کیا جانا چاہیئے (استار)

چین ایشیا کی قیادت حاصل کرنے کی کوشش کررہا ہے

لنڈن ۳ دسمبر۔ سوویٹ امن کمیشن کے صدر شیخوف نے پیکنگ میں ایک اہم بیان جاری کیا ہے۔ اس سے مقامی مبصرین اندازہ لگا رہے ہیں کہ موجودہ نئے چین کو ایشیا کا قدرتی قائد بنانے کی مہم جاری کرنے کیلئے اور اشتراکیت کو مقبول بنانے کی غرض سے پیکنگ کے ثقافتی اثر ورسوخ کو بروئے کار لایا جائے گا۔

چین روس کے دوستی کے مہینے کی ایک تقریب کے موقعہ پر تقریر کرتے ہوئے شیخوف نے اعلان کیا کہ چین ایشیا کا لیڈر ہے۔ اس کے اور روسی عوام کی جانب تمام ایشیائی عوام کی نگاہیں لگی ہوتی ہیں اور روس کی زندگی انہیں چینیوں کی زندگی سے بہت دور معلوم ہوتی ہے۔

انہوں نے یہ واضح کرنے کی کوشش کی کہ ایشیا کے عوام زیادہ آسانی کے ساتھ اپنے آپ کو چینیوں کے نقش قدم پر چلتے ہوئے تصور کرسکتے ہیں۔ (استار)

عرب ایشیائی گروپ کی بے آف تونس سے درخواست

اقوام متحدہ ۳ دسمبر۔ عرب ایشیائی گروپ نے محمد شفیق کی کابینہ کے دو ارکان صلاح بن یوسف اور محمد بدرا کے ساتھ مشورہ کرنے کا فیصلہ کیا ہے کہ بے آف تونس کو بذات خود اگر کمیٹی کے روبرو بیان دینے کی دعوت دی جائے۔ عرب ایشیائی گروپ نے تونس کے متعلق قرارداد کا مسودہ منظور کرلیا ہے۔ (استار)

بھارتی تجویز سیاسی کمیٹی نے منظور کرلی

ڈھاکہ ۳ دسمبر۔ اقوام متحدہ کی سیاسی کمیٹی نے کل رات قیدیوں کے بارے میں کوریا میں خارشی صلح میں پیدا شدہ تعطل کو دور کرنے کے لئے بھارت کا منصوبہ بھاری اکثریت سے منظور کرلیا۔ حق میں ۵۳ ووٹ آئے سوویٹ بلاک نے مخالفت کی۔

سوویٹ روس کے مندوب نے قرارداد میں [illegible] ترمیم پیش کی جس میں لڑائی کو فوراً بند کرنے کی اپیل کی گئی تھی۔ لیکن کمیٹی نے پانچ کے مقابل ۴۷ ووٹوں سے اسے مسترد کردیا۔ [illegible] ممالک غیر حاضر رہے۔

حیدرآباد میں چاول کی راشن بندی

حیدرآباد ۳ دسمبر۔ ایک سرکاری اعلان کے مطابق سندھ کی حکومت نے حیدرآباد میں چاول کی راشن بندی جاری کرنے کا فیصلہ کیا ہے۔